کیا واقعی شیعہ ہی قاتلان عثمان ہیں؟

ناصبین کی طرف سے تاریخ بنی نوع انسانی کا سب سے بڑا پروپیگنڈہ، کہ جو کہ ساڑھے بارہ سو سالوں کے طویل عرصے پر محیط ہے، اور جس میں ناصبین نے اہل یہود کو اتنا پیچھے چھوڑ دیا کہ اہلِ یہود نے بھی ناصبین کو پروپیگنڈہ کا استاد مان کر اِن کی پیروی شروع کر دی

فہرستِ مضامین

سیف ابن عمر کذاب سے تعارف 4

اہل سنت علماء سیف ابن عمر کذاب کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ 4

خالد بن ولید کا ولید صحابی رسول مالک ابن نویرہ کو قتل کرنا اور اسی رات ان کی بیوہ سے ہمبستری کرنا 5

وہ روایات جو سیف بن عمر کذاب کے بغیر نقل ہوئی ہیں 6

عبد اللہ ابن سبا کے متعلق شیعہ روایات، جن میں سیف بن عمر کا نام موجود نہیں 8

وہ مورخین، جنہوں نے بغیر کسی سند کے یہ قصہ نقل کیا ہے 10

خلیفہ چہارم اور اہلِ مدینہ کی عبداللہ ابن سبا کو آگ میں جلوانے کی بدعت 11

حقیقت میں قاتلین عثمان کون ہیں؟ 13

باب ۲ ۔ طلحہ اور زبیر بمقابلہ عبد اللہ ابن سبا 15

مروان بن حکم نے طلحہ کو خون عثمان کے جرم میں قتل کیا 15

طلحہ کے بیٹے کا اقرار کہ طلحہ ہی قتل عثمان میں ملوث تھا 21

Presented by www.ziaraat.com

تاریخ طبری سے چند مزید واقعات 27
مولا علی (ع) طلحه کو عثمان کے قتل سے روکتے ہیں 28
طلحه نے عثمان پر پانی تک بند کر دیا تھا 33
طلحه نے عثمان کے خلاف اہلِ بصره کو خطوط لکھے 34
باب ۳ ۔ حضرت عائشه بمقابله عبد اللہ ابن سبا 36
حضرت عائشه کا کردار، عثمان کی زندگی میں 36
صحابه کی گواہیاں که عائشه نے عثمان کے قتل کے بعد اپنی پالیسی تبدیل کر لی 39
حضرت عائشه کی دو رخی پالیسی کا ایک اور ثبوت 45
سپاه صحابه کی طرف سے حضرت عائشه کا دفاع 49
باب ۴ ۔چند دوسرے صحابه جو عثمان کے قتل میں ملوث تھے 59
کیا عبد اللہ بن سبا نے عثمان کے خلاف لوگوں کو خطوط لکھے؟ 65
صحابه اور ان کی اولادوں نے مصریوں کی مدد کی که وه عثمان کو قتل کریں 69
مصر سے آنے والے گروه کا سردار ایک بیعت رضوان میں شامل صحابی تھا 70
معاویه کے کزن، محمد بن ابی حذیفه نے مصریوں کے ساتھ عثمان کے قتل میں نمایاں کردار ادا کیا 70
باب ۵ : عثمان کی یہودی قبرستان میں تدفین اور اہلِ مدینه کا کردار 72
ناصبین کا انکار کے عثمان کو خوف کے مارے یہودی قبرستان میں دفن کیا گیا 72
تاریخ طبری سے عثمان کی تدفین کی پہلی روایت 73
دوسری روایت 75
تیسری روایت 75
چوتھی روایت 76
پانچویں روایت 77
چھٹی روایت 77
باب ٦: عثمان کی کچھ مکروه بدعاتِ ضلالت 78
قصر نماز میں بدعت 78

Presented by www.ziaraat.com

عثمان کی حج تمتع میں بدعتِ ضلالت 83
عثمان کی زکوۃ کی تقسیم میں بدعتِ ضلالت، اور مولا علیؑ کا عثمان کو برا بھلا کہنا................ 84
منی کے میدان میں خیمہ لگانا اور جمعہ میں تیسری اذان کا اضافہ......................... 85
باب ۷ ۔ عثمان کے خلاف بغاوت کی کچھ وجوہات 86
۱) مروان بن حکم بن العاص کا تقرر 86
۲) عبد اللہ ابن سعد 91
۳) ولید بن عقبہ.. 92
عثمان کی اور اُسکے وکلاء کی صفائیاں تاکہ عثمان کو بے گناہ ثابت کیا جائے 93
باب ۸ ۔ سیف بن عمر کذاب اور اسکے پیروکاروں کے اصحاب رسول (ص) کے خلاف الزامات.. 99
قولِ رسول اللہ (ص) بمقابلہ قولِ سیف بن عمر کذاب اور اس کے ناصبی پیروکار 100
باب ۹ ۔ کیا واقعی سبائیوں/شیعوں نے جنگ جمل شروع کی؟............................ 107
باب ۱۰: ناصبین اور یہودی انسائیکلوپیڈیا... 115
باب ۱۱: مولا علیؑ کی قتل عثمان کے متعلق رائے... 116

پچھلے ساڑھے بارہ سو سال سے ناصبیین، شیعہ حضرات کو قتل عثمان کا الزام دیتے آ رہے ہیں۔ اور ان کا پروپیگنڈہ اسقدر زیادہ ہے کہ ہمارے اہلسنت برادران بھی اس کی زد میں آنے سے محفوظ نہیں رہتے اور شیعہ کو قاتل عثمان سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ مختصرا ان ناصبین کا کہنا ہے کہ

- عبد اللہ ابن سبا ایک یہودی تھا جو حضرت عثمان کے دور میں ظاہر ہوا۔
- اس عبد اللہ ابن سبا نے لوگوں کو ورغلایا کہ مولا علیؑ رسول ﷺ کے جانشین ہیں اور باقی خلفاء کی خلافت نا جائز ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

- اس نے حضرت عثمان کے دور میں آپ کے خلاف کوفہ و شام میں سازش کا آغاز کیا۔ بعد میں یہ مصر چلا گیا اور وہاں باغیوں کی ایک فوج تیار کی۔
- بہت سے معزز صحابی، جیسے کہ عمار یاسر اور ابو ذر غفاری وغیرہ اس یہودی ابن سبا کے پیرو کار بن گئے اور انہوں نے حضرت عثمان کے خلاف سازش میں سبائیوں کا ساتھ دیا۔
- مصر کے باغیوں کی اس فوج نے مدینہ آ کر حضرت عثمان کو قتل کر دیا۔
- جنگ جمل اور صفین میں مولا علی ع اور حضرت عائشہ اور امیر معاویہ کے درمیان صلح ہونے والی تھی مگر رات کی تاریکی میں ان سبائیوں/شیعوں نے حملہ کر کے جنگ کا آغاز کر دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

آئیۓ تاریخ کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ ان الزامات کی حقیقت کیا ہے۔

سیف ابن عمر کذاب سے تعارف

اس دیو مالائی کہانی کے سلسلہ رواۃ پر ایک نظر ڈالنے سے آپ کو پتا چل جائے گا کہ ان تمام روایات کے سلسلے میں سیف ابن عمر کا نام موجود ہے۔

اہل سنت علماء سیف ابن عمر کذاب کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

اہل سنت علماء کا اس پر اجماع ہے کہ سیف بن عمر کذاب اور ضعیف ہے اور اس کی روایات ہرگز قابل اعتماد نہیں۔

امام حاکم: "سیف زندیق ہے اور اس کی روایات متروک ہیں۔"

امام نسائی: "سیف کی روایات ضعیف ہیں اور انہیں ترک کر دینا چاہیۓ کیونکہ وہ ناقابل اعتبار ہیں۔"

یحیی ابن معین: "سیف کی روایات ضعیف اور ناکارہ ہیں۔"

ابو حاتم: "سیف کی روایات متروک و مہمل ہیں۔"

Presented by www.ziaraat.com

ابو داؤد: "سیف کی کوئی اہمیت نہیں ہے کیونکہ وہ جھوٹا ہے۔ اس کی کچھ روایات نقل کی گئ ہیں جبکہ زیادہ تر ترک کر دی گئ ہیں۔"

ابن حبان: "سیف نے ثقہ روایوں کے نام لے کر جھوٹی روایات گھڑی ہیں۔ اس کا شمار کاذبوں اور زندیقوں میں ہوتا ہے۔"

دار قطنی: "سیف ضعیف ہے۔"

ابن سکن: "سیف ضعیف ہے۔"

ابن عدی: "سیف ضعیف ہے۔ اس کی کچھ روایات مشہور ہیں مگر زیادہ تر روایات ہتک آمیز ہیں اور ان کو نقل نہیں کیا جاتا۔

امام جلال الدین سیوطی: "سیف کی روایات ضعیف ہیں۔"

ابن حجر عسقلانی: حافظ عسقلانی ایک روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں، "اس روایت کی بہت سے راوی ضعیف ہیں، اور ان میں سے سب سے زیادہ ضعیف سیف ابن عمر ہے۔"

الذہبی: "سیف ابن عمر نے دو کتب لکھی ہیں جن کو علماء نے بالاتفاق رد کر دیا ہے۔" (المغنی فی الضعفاء، ص ۲۹۲)

خالد بن ولید کا ولید صحابی رسول مالک ابن نویرہ کو قتل کرنا اور اسی رات ان کی بیوہ سے ہمبستری کرنا

تاریخ کا مشہور واقعہ ہے کہ خالد بن ولید نے صحابی رسول مالک ابن نویرہ اور ان کے قبیلے کو دھوکے سے قتل کر دیا اور اسی رات کو ان کی بیوہ سے ہمبستری کی۔ اس سلسلے میں ایک روایت سیف ابن عمر نے بھی نقل کی ہے۔ اس پر ناصبی بہت شور و غوغا مچاتے ہیں کہ سیف ابن عمر تو کاذب ہے اور جھوٹی روایات نقل کرتا ہے۔ مگر جب سبائیوں/شیعہ کا مسئلہ آتا ہے تو یہی سیف ابن عمر کذاب ان کا چہیتا راوی بن جاتا ہے۔ آگے چل کر ہمارے پڑھنے والے دیکھیں گے کہ بدقسمتی سے شیعہ دشمنی میں کس طرح ناصبییوں نے بغیر کسی تحقیق کے سیف ابن عمر کذاب کی جھوٹی روایات کو سر آنکھوں پر رکھا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

[نوٹ: خالد بن ولید کے اس واقعہ کا سیف اکیلا ہی راوی نہیں، بلکہ سنی تاریخوں میں یہ روایت کئ اور سلسلوں سے بھی نقل ہوئی ہے]

وہ روایات جو سیف بن عمر کذاب کے بغیر نقل ہوئی ہیں

اس موقع پر ہم یہ بتاتے چلیں کہ شیعہ اور سنی کتب میں تقریبا ۱۴ روایات ایسی ہیں جن کے سلسلہ رواۃ میں سیف بن عمر کذاب کا نام نہیں آتا ہے۔

نوٹ: ہمارے پڑھنے والے اس حقیقت کو ذہن نشین کر لیں کہ یہ ۱۴ روایات ہر گز یہ نہیں ثابت کرتیں کہ سبائیوں (یا بقول ناصبین شیعوں) نے حضرت عثمان کے قتل میں کسی قسم کا حصہ لیا ہے۔ یہ ۱۴ روایات صرف یہ بتاتی ہیں کہ مولا علی ع کی زندگی میں ایک شخص گذرا تھا جس کا نام عبد اللہ ابن سبا تھا اور جس کو مولا علی ع نے آگ میں جلوا دیا تھا۔

اہلسنت کے تمام مورخین میں سے صرف ایک ایسا مورخ (ابن عساکر) ہے جس نے کہ عبد اللہ ابن سبا کے متعلق کچھ ایسی روایات نقل کی ہیں جن کے سلسلہ رواۃ میں سیف ابن عمر کا نام نہیں آتا۔ مگر یہ سنی مورخ (ابن عساکر) چھٹی صدی کا مورخ ہے۔

ارباب دانش کو دعوت فکر ہے کہ اگر واقعی عبد اللہ ابن سبا نام کا کوئی شخص گذرا تھا جسکے ہزاروں پیروکار تھے اور جس نے کہ اسلامی خلافت کے خلاف ایسی سازشیں کیں کہ جو کہ ہزاروں مسلمانوں کے خون کے صورت میں ظاہر ہوئیں، اس کا ذکر صرف اور صرف چھٹی صدی کا ایک مورخ کرے؟

پہلی صدی سے لیکر پانچویں صدی تک اہلسنت میں ہزاروں مورخین، علماء، محدثین، فقہاء گذرے۔ کیا وجہ ہے کہ ان میں سے ایک نے بھی عبد اللہ ابن سبا جیسی مشہور شخصیت کے بارے میں ایک بھی لفظ اپنی کتابوں میں درج نہیں کیا؟ کیا وجہ ہے کہ امام مالک ، ابو حنیفہ، شافعی اور احمد بن حنبل جیسے لوگ ان ہزاروں سبائیوں اور قتل عثمان میں ان کے کردار سے بالکل بے خبر تھے؟ کیا وجہ ہے کہ بخاري ومسلم سے لیکر ترمذی و نسائی و متقی الہندی تک ابن سبا کے متعلق ایک بھی لفظ نہیں نقل کر سکے؟

Presented by www.ziaraat.com

مزید حیرت انگیز حقیقت یہ ہے کہ ابن عساکر نے جو روایات نقل کی ہیں، یہ بھی اہلسنت کے اس پروپیگنڈے کو بالکل نہیں ثابت کر رہی ہیں کہ عبد اللہ ابن سبا اور اسکے ہزاروں پیروکاروں کا قتلِ عثمان میں کوئی حصہ تھا۔

یہ روایات تو صرف یہ بیان کر رہی ہیں کہ مولا علی ع کے زمانے میں (یعنی عثمان کے زمانے کے بہت بعد) عبد اللہ ابن سبا نامی ایک شخص نمودار ہوا جس نے کہ علی کی خدائی کا دعوی کیا۔ اس پر علی ع نے اس کو آگ میں جلوا دیا۔

ابن حجر عسقلانی نے ابن عساکر کی کچھ روایات اپنی کتاب "لسان المیزان" میں اپنے تبصرے کے ساتھ نقل کی ہیں۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ حافظ عسقلانی ابن عساکر کی ان روایات کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ (تمام روایات کے لیے ابن عساکر کی تاریخ مدینة الدمشق کا مطالعہ کریں)۔

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

> "عبد اللہ ابن سبا کا شمار غالیوں، زندیقوں اور گمراہ لوگوں میں ہوتا ہے اور اس کو علی نے آگ میں جلوا دیا تھا۔" (لسان المیزان، ج۳، ص۲۳۹)

ابن حجر آگے لکھتے ہیں:

> "ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے کہ ابن سبا کا تعلق یمن سے تھا اور یہ کہ وہ ایک یہودی تھا جس نے کہ اسلام قبول کر لیا تھا۔ وہ شہروں میں سفر کرتا تھا اور مسلمانوں کو ان کے لیڈروں کے خلاف بھڑکاتا تھا اور انہیں ان کے خلاف ابھارتا تھا۔ پھر وہ اس مقصد کے لیے دمشق میں داخل ہوا۔" اس کے بعد ابن عساکر نے اس کے متعلق ایک لمبی داستان نقل کی ہے جو کہ سیف ابن عمر سے مروی ہے اور جس کی اسناد صحیح نہیں ہیں۔" (لسان المیزان، ج۳، ص۲۸۹)

Presented by www.ziaraat.com

اس کے بعد حافظ عسقلانی نے ایک اور روایت نقل کی ہے، جس کے سلسلہ رواۃ میں دو راویوں کے نام غائب ہیں۔ اس روایت کے حاشیہ میں وہ لکھتے ہیں کہ یہ روایت متروک ہے۔ روایت یہ ہے۔

> "علی منبر پر آئے اور یہ کہا: اس شخص کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلا رہا ہے۔" (لسان المیزان، ج۳، ص۲۸۹)

اس کہ بعد حافظ عسقلانی مزید ایک روایت نقل کرتے ہیں:

> "علی نے عبد اللہ ابن سبا سے کہا: (رسول ص نے) مجھے بتایا ہے کہ (میرے بعد) ۳۰ کذاب گذریں گے (جو نبوت کا دعوی کریں گے)۔ اور تم ان میں سے ایک ہو۔" (لسان المیزان، ج۳، ص۲۹۰)

انہوں نے ایک یہ روایت بھی نقل کی ہے:

> "عبد اللہ ابن سبا اور اس کے ساتھی علی کی خدائی میں یقین رکھتے تھے۔ اور یقینا علی نے اپنی خلافت کے دوران ان کو آگ میں جلوا دیا تھا۔" (لسان المیزان، ج۳، ص۲۹۰)

عبد اللہ ابن سبا کے متعلق شیعہ روایات، جن میں سیف بن عمر کا نام موجود نہیں

پہلی صدی سے لیکر چوتھی صدی تک، تمام شیعہ مورخین، محدثین اور علماء میں سے صرف ایک شخص (الکشی) ایسا گذرا ہے جس نے کہ کچھ روایات نقل کی ہیں جن کے سلسلہ رواۃ میں سیف ابن عمر کا نام نہیں ہے۔ مگر یہ روایات کسی طرح بھی اہلسنت کے اس پروپیگنڈہ کو ثابت نہیں کر رہی ہیں کہ سبائیوں/شیعہ نے حضرت عثمان کے خلاف کوئی شورش برپا کر کے ان کے قتل کا اقدام کیا۔ الکشی کی ان روایات کے متعلق یاد رہے:

Presented by www.ziaraat.com

- ابن عساکر کی روایات کی طرح یہ بھی صرف یہ بتا رہی ہیں کہ مولا علی ع کے دور میں عبد اللہ ابن سبا نامی شخص نمودار ہوا جس نے علی کی خدائی کا دعوی کیا۔ اس پر علی ع نے اسے آگ میں جلوا دیا۔

- الکشی (جس کا زمانہ چوتھی صدی کا ہے) کی یہ روایات شیعہ علماء کے نزدیک پایہ صحت تک نہیں پہنچتیں۔ اس کی کتاب "رجال کشی" پر تنقید کے لیے علامہ تشتری اور علامہ عسکری کی کتبِ رجال کا مطالعہ فرمائیں۔

بعد میں آنے والے چند شیعہ علماء مثلا شیخ طوسی، احمد ابن طاؤس اور علامہ حلی نے الکشی کی یہ چند روایات اپنی کتب میں درج کی ہیں۔

یہ ۱۴ سنی اور شیعہ روایات کو اگر صحیح مان بھی لیا جائے تو یہ جو تصویر پیش کر رہی ہیں وہ سیف ابن عمر کذاب کی پیش کردہ تصویر سے بالکل مختلف ہے۔ مثلا:

- سیف ابن عمر کذاب کا دعوی تھا کہ عبد اللہ ابن سبا حضرت عثمان کے دور میں ظاہر ہوا، جبکہ یہ روایات اس کے بر عکس ثابت کر رہیں ہیں کہ عبد اللہ ابن سبا حضرت علی ع کے دور میں ظاہر ہوا۔

- سیف کذاب کے برعکس عبد اللہ ابن سبا نے یہ نہیں کہا کہ مولا علی ع رسول اللہ ص کے جانشین ہیں، بلکہ اس کا دعوی تھا کہ (نعوذ باللہ) مولا علی ع خدا ہیں۔

- یہ روایات بتاتی ہیں کہ مولا علی ع نے عبد اللہ ابن سبا کو باقی تمام غالیوں سمیت آگ میں جلوا دیا۔ جبکہ سیف ابن عمر کذاب نے ایسا کوئی واقعہ درج نہیں کیا ہے۔

- ان ۱۴ روایات کے مطابق عبد اللہ ابن سبا کا حضرت عثمان کے دور میں کوئی وجود نہ تھا اور اس کا حضرت عثمان کے خلاف سازش میں کوئی کردار نہیں تھا اور نہ ہی اس نے حضرت عثمان کو قتل کیا۔

- ان ۱۴ روایات کے مطابق عبد اللہ ابن سبا کا جنگ جمل اور سفین میں کوئی حصہ نہیں تھا۔ جبکہ سیف ابن عمر کے مطابق جنگ جمل میں دونوں فریقوں میں صلح ہونے والی تھی کہ سبائیوں نے رات کے اندھیرے میں دونوں فوجوں پر حملہ کر کے یہ جنگ شروع کروا دی۔

Presented by www.ziaraat.com

- ان ۱۴ روایات کے مطابق عمار یاسر (ر) اور ابو ذر غفاری (ر) ہرگز عبد اللہ ابن سبا کے پیرو کار نہیں تھے اور یہ الزام ان پر صرف سیف ابن عمر کذاب نے لگایا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سیف ابن عمر کذاب کی کتابوں کے بعد (جو کہ ۱۷۰ ہجری کے لگ بھگ لکھی گئیں) یہ دیو مالائی قصہ ناصبین میں خوب مشہور ہوا اور انہوں نے کھل کر اس کا پروپیگنڈہ کیا (کیونکہ ایک طرف اس سے عثمان اور بنی امیہ کی غلط کاریوں کی براۃ ثابت ہوتی تھی، اور دوسری طرف ان غلط کاریوں کی وجہ سے ہزاروں مسلمانوں کے خون کا الزام شیعوں پر دھرا جا سکتا تھا) ۔

مگر اس کے باوجود سینکڑوں سنی علماء اپنی ہزاروں کتابوں میں ایک بھی مرتبہ اس قصے کو اس کے عینی شاہدوں سے نقل نہیں کر سکے (کیونکہ اس دیو مالائی قصہ کا کوئی عینی شاہد ہی نہ تھا)۔

وہ مورخین، جنہوں نے بغیر کسی سند کے یہ قصہ نقل کیا ہے

جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ سیف ابن عمر کذاب کے بعد یہ قصہ ہر عام و خاص کی زبان پر عام ہو گیا۔ خصوصا جب ابن جریر طبری نے ان واقعات کو اپنی تاریخ میں سیف بن عمر کذاب کے حوالے سے درج کیا تو اس کی شہرت میں بے پناہ اضافہ ہوا اور لوگوں نے آنکھیں بند کر کے اس کو قبول کرنا شروع کر دیا، کیونکہ اس سے ایک طرف تو حضرت عثمان کی براۃ ثابت ہوتی تھی اور دوسری طرف شیعہ کو فتنے کا مورد الزام ٹہرانے کا موقع ہاتھ آتا تھا۔

اس لیے اہل سنت میں سے ۳ علماء نے یہ واقعات اپنی کتب میں بغیر کسی سند کے درج کیے ہیں۔

- علی ابن اسمعیل اشعری (متوفی ۳۳۰ ہجری)
- عبد الکریم شہرستانی (متوفی ۵۴۸ہجری)
- ابن طاہر البغدادی (متوفی ۴۲۹ ہجری)

ان سب علماء نے ان واقعات کو نقل کرتے وقت لکھا ہے کہ مثلا "لوگ کہتے ہیں کہ۔۔۔۔"۔

Presented by www.ziaraat.com

اگر واقعی ان قصوں میں کوئی جان ہوتی تو انہیں اس کی سند درج کرنے میں کیا عذر تھا؟

نیز ان علماء کی کتب کو دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ اپنی کتب کو لوگوں کے لیے پرکشش بنانے کے لیے کس طرح سے دیو مالائی قصوں کو اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ مثلا عبد الکریم شہرستانی نے ایک مخلوق کا ذکر کیا ہے جو کہ آدھے انسان تھے اور ان کا آدھا چہرہ ہوتا تھا اور ایک آنکھ، ایک ہاتھ اور ایک پاؤں تھا۔ یہ مسلمانوں سے باتیں کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ شاعری کا مقابلہ کرتے تھے۔ یہ گھوڑے کی طرح تیز بھاگتے تھے اور لوگ ان کے شکار پر جایا کرتے تھے۔ عباسی خلیفہ متوکل نے اپنے زمانے کے سائنس دانوں کو حکم دیا تھا کہ ان پر تحقیق کریں وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح شیعوں میں سے دو علماء نے عبد اللہ ابن سبا کے متعلق بغیر کسی سند کے کچھ واقعات نقل کیے ہیں کہ مولا علی ع نے عبد اللہ ابن سبا کو آگ میں جلوایا تھا۔

- حسن ابن موسی نو بختی (متوفی ۳۱۰ہجری)
- سعد ابن عبد اللہ العشری القمی (متوفی ۳۰۱ ہجری)

نوٹ: یہ دونوں بھی سیف ابن عمر کے بہت بعد گذرے ہیں اور اس وقت تک عبد اللہ ابن سبا کا قصہ لوگوں میں عام ہو چکا تھا۔ اسی لیے انہوں نے بھی قصہ کا آغاز ایسے کیا ہے کہ "لوگ کہتے ہیں کہ۔ ۔ ۔ "

سیف ابن عمر کے ناصبی پیروکاروں کے پروپیگنڈہ کے مطابق، عبد اللہ ابن سبا کا تاریخ میں کردار اتنا زیادہ ہے کہ ہزاروں لوگ اس کے عینی گواہ ہونے چاہیئے تھے۔ کیا وجہ ہے کہ ان کو ان تمام واقعات کا ایک بھی عینی گواہ نہیں ملتا؟

خلیفہ چہارم اور اہلِ مدینہ کی عبداللہ ابن سبا کو آگ میں جلوانے کی بدعت

ناصبین کے پاس سیف کذاب سے پاک ایک بھی روایت نہیں ہے جو کہ بتاتی ہو کہ ابن سبا نے عثمان کے قتل میں کوئی حصہ لیا ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

مگر پھر بھی ناصبین ابن عساکر کی ان گیارہ روایات کو لے کر بیٹھ جاتے ہیں کہ جن کی اسناد موجود ہیں۔ (حالانکہ یہ قتلِ عثمان میں سبائیوں کو رتی بھر کردار بھی بیان نہیں کر رہیں)۔

اس موقع پر ہمیں ان ناصبین کی خدمت میں پیش کرنا پڑتا ہے کہ اگر ابن عساکر کی یہ روایات درست ہیں تو پھر تو ان کے مطابق علیؑ نے ابن سبا کو آگ میں جلوا دیا تھا، جو کہ آپ کے مطابق صرف اور صرف اللہ کا حق ہے۔

تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا خلیفہ چہارم بدعتِ ضلالت میں مبتلا تھا؟

اگر یہ سچ ہے تو صرف خلیفہ چہارم ہی کیوں، بلکہ ناصبین کو چاہئے کہ مدینے کے تمام صحابہ و تابعین پر وہ بدعتِ ضلالت کا فتویٰ لگا دیں کیونکہ اُن سب کے سامنے یہ فعل ہوا اور کسی نے خلیفہ چہارم کو نہیں روکا؟

اسی طرح شیعہ میں رجال کشی کی روایات (کہ جن کی اسناد موجود ہیں) ہمارے نزدیک صحیح نہیں، مگر ناصبین ان کی مدد سے اپنا مدعا ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ چلیں ایسا ہی سہی مگر الکشی کی یہ روایات پھر عبداللہ ابن سبا کو جلانے کا ذکر کر رہی ہیں۔

اب ناصبین دونوں طرف سے پھنسے ہوئے ہیں۔ اگر ان ۱۴ روایات کو غلط مانیں تو ابن سبا کے وجود سے انکار کی مصیبت، اور صحیح مانتے ہیں تو خلیفہ چہارم اور تمام اہلِ مدینہ پر بدعت ضلالت کا فتویٰ لگنے کی مصیبت۔

نوٹ:

سیف کذاب ان نقطوں کو سمجھتا تھا، اس لئے اُس نے دو کام کئے:

- پہلا یہ دعویٰ کیا کہ عبداللہ ابن سبا نے علیؑ کو وصی مانا۔

(جبکہ سیف کذاب سے پاک روایات میں ابن سبا نے علیؑ کو وصی کی جگہ خدا کہا)

(سیف نے یہ اس لئے کہا تاکہ شیعوں پر حملہ ہو سکے کیونکہ شیعہ علیؑ کو خدا نہیں مانتے ہیں بلکہ رسول ﷺ کا وصی مانتے ہیں)۔

Presented by www.ziaraat.com

- دوسرا دعویٰ سیف نے یہ کیا کہ علیؑ نے سیف کو آگ میں نہیں جلوایا تھا، بلکہ مدائن کی طرف ملک بدر کر دیا تھا۔ (تاکہ خلیفہ چہارم اور مدینے کے دیگر ہزاروں صحابہ و تابعین کو بدعتِ ضلالت کے الزام سے بچایا جا سکے)

بعد میں آنے والے سنی علماء نے مثلاً شہرستانی اور البغدادی وغیرہ نے بھی اس تضاد کو دیکھ لیا اور سیف کذاب کی پیروی میں یہی دعویٰ کیا کہ ابن سبا کو جلوایا نہیں گیا تھا، بلکہ مدائن ملک بدر کر دیا۔ مگر جب ثبوت کی باری آئی تو وہ ندارد۔ یعنی ایک بھی ایسی روایت نہیں جس کی اسناد سیف کذاب سے پاک ہوں اور وہ ان کے دعویٰ کی تائید کرے۔

ان کے سیف کذاب کی پیروی کرنے کا دوسرا ثبوت یہ کہ انہوں نے سیف کذاب ہی کی طرح یہ بھی دعوی کیا کہ ابن سبا حضرت علیؑ کو رسول ﷺ کا وصی مانتا تھا۔ (جبکہ ابن عساکر کی روایات اس کے برخلاف علیؑ کو خدا بتاتی ہیں)۔ اور جب ثبوت کی بات آئی تو یہ علماء اس عظیم واقعے کی (کہ جس کے ہزاروں عینی شاہد ہونے چاہئے تھے) ایک بھی ایسی روایت نہ پیش کر سکے جس کی کوئی سند ہو۔

حقیقت میں قاتلین عثمان کون ہیں؟

آئیے اب دیکھتے ہیں کہ اصل قاتلین عثمان کون ہیں۔

ابن جریر طبری یہ روایت نقل کرتے ہیں:

> محمد بن اسحاق اپنے چچا عبد الرحمن یسار کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے دیکھا کہ عثمان کیا کر رہے ہیں تو انہوں نے اصحاب رسول ص، جو کہ جہاد کے لیے سرحدی صوبوں میں بکھرے ہوئے تھے، کو خطوط لکھے کہ: "تم لوگ خدا کی راہ میں اور محمد کے دین کی خاطر جہاد کرنے کی غرض سے نکلے ہوئے ہو۔ تمہاری غیر موجودگی میں محمد کا دین تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ چنانچہ تم لوگ واپس مدینہ پلٹ آؤ اور آ کر محمد کے دین کو بچاؤ۔ چنانچہ وہ لوگ ہر سمت سے واپس آ گئے یہاں تک کہ انہوں

Presented by www.ziaraat.com

نے (یعنی صحابہ نے) عثمان کو قتل کر دیا۔

سنی حوالہ: تاریخ طبری، جلد سوم، صفحہ ۳۷۶، سن ۳۵ ہجری کے واقعات

صرف ابن اسحاق ہی نہیں، بلکہ وہ تمام روایات جو کہ سیف بن عمر کذاب کے علاوہ نقل ہوئی ہیں ان میں صراحت کے ساتھ اس بات کی نشاندہی ہے کہ عثمان کے قتل میں اہم کردار ادا کرنے میں طلحہ، زبیر، عائشہ ، عمرو بن العاص اور عبد الرحمن بن عوف جیسے صحابہ نے ادا کیا۔

آئیے دیکھتے ہیں کہ باقی تواریخ ان کے کردار کے متعلق کیا کہتی ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

باب ۲ ۔ طلحه اور زبیر بمقابله عبد الله ابن سبا

ہم اپنے پڑھنے والوں کی خدمت میں عرض کرتے چلیں که یه ہمارا ناصبیوں کو چیلنج ہے که وه ہمیں ایک بھی ایسی صحیح روایت نہیں دکھا سکتے(جس کے سلسله رواۃ میں سیف بن عمر کذاب موجود نه ہو اور) جو که یه بتاتی ہو که سبائیوں/شیعوں نے حضرت عثمان کے خلاف کسی قسم کی تحریک چلائی ہو یا سازش کر کے قتل کیا ہو۔

اس کے مقابلے میں اکیلے اہلسنت کی کتب میں بے تحاشه ایسی روایات موجود ہیں جو که بتاتی ہیں که طلحه و زبیر نے قتل عثمان میں اہم کردار ادا کیا۔ مگر افسوس ناصبیوں کے ساتھ ساتھ ہمارے اہلسنت برادران بھی اس موقع پر ان سب روایات کو نظر انداز کر کے سیف ابن عمر کذاب کے پیروکار بن جاتے ہیں اور قتل عثمان کا پورا الزام سبائیوں/شیعون کے سر لگا دیتے ہیں۔

آئیۓ ایسی چند ایک روایات کا مطالعه کرتے ہیں۔

مروان بن حکم نے طلحه کو خون عثمان کے جرم میں قتل کیا

ریاض النضرہ، ج ۴، ص ۳۴ پر لکھا ہوا ہے:

> "مروان نے طلحه کو قتل کر کے اعلان کیا که اب عثمان کے خون کا قصاص مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی ہے۔"

اہل سنت کی معتبر کتب میں یحیی ابن سعید سے روایت ہے:

> " ۔ جب طلحه نے میدان جنگ سے پسپا ہونا شروع کیا تو اس وقت طلحه کے لشکر کی صفوں میں مروان بن حکم بھی موجود تھا۔ مروان بن حکم اور بنی امیه، طلحه کو عثمان کا قاتل سمجھتے تھے۔ مروان نے طلحه پر ایک تیر کھینچ کر چلایا، جس سے وه بری طرح زخمی ہو گیا۔ پھر اس نے ابان سے کہا (جو عثمان کا بیٹا تھا) ، "میں نے تمہیں تمہارے باپ کے ایک قاتل سے نجات دلا دی ہے۔"

Presented by www.ziaraat.com

طلحہ کو بصرہ میں ایک اجڑے ہوئے گھر میں منتقل کر دیا گیا جہاں اس کا انتقال ہوا۔"

سنی حوالے:

طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۱۵۹

ابن حجر عسقلانی، الاصابہ، ج۳، ص ۵۳۲

تاریخ ابن اثیر، ج۳، ص ۲۴۴

اسد الغابہ، ج۳، ص۸۷

ابن عبد البر، الاستیعاب، ج۲،ص۷٦٦

امام طبری، زہری سے روایت کرتے ہیں:

جب اس جوان نے ان کو قران اور اس کے فیصلے کو ماننے کی دعوت دی تو بصرہ کی فوج کے ایک شخص نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس موقع پر علی نے اپنی فوج سے مخاطب ہو کر کہا: "اب ہمارے لیے لڑائی حلال ہو گئ ہے۔" اس کے بعد جنگ کا آغاز ہوا۔"اس روز ستر آدمی اونٹوں کی مہار تھامے مارے گئے اور جب لوگوں کو شکست ہوئی تو طلحہ کو ایک تیر آ کر لگا جس سے وہ مارا گیا۔ اور یہ تیر مارنے والا مروان بن الحکم تھا۔ عبد اللہ ابن زبیر حضرت عائشہ کے اونٹ کی مہار تھامے ہوئے تھا اور جب عبداللہ ابن زبیر زخمی ہو گیا تو اُس نے اپنے آپ کو زخمیوں میں ڈال دیا تاکہ لوگ اُسے مردہ سمجھیں۔ جنگ ختم ہونے کے بعد وہ خاموشی کے ساتھ میدانِ جنگ سے نکل گیا۔

سنی حوالہ: تاریخ طبری، جلد سوم، حصہ دوم، صفحہ ۵۲۵، سن ۳۵ ہجری کے واقعات

آئیے اب سپاہ صحابہ کی اپنی گواہی دیکھتے ہیں کہ مروان نے طلحہ کو قتل عثمان کی وجہ سے تیر مار کر قتل کیا۔

Presented by www.ziaraat.com

کتاب کا نام ہے "براۃِ عثمان" اور یہ لکھی ہے سپاہ صحابہ کے عالم "مولانا ظفر احمد عثمانی"صاحب نے۔ (اور یہ کتاب سپاہ صحابہ کے ویب سائٹ www.kr-hcy.com پر بھی موجود ہے)

صفحہ ۴۳ پر یہ حافظ ابن حجر عسقلانی کے کتاب فتح الباری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> حافظ ابن حجر نے مقدمہِ فتح الباری"میں فرمایا ہے کہ:
>
> مروان پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ یومِ الجمل میں انہوں نے حضرت طلحہ کے تیر مارا جس سے وہ فوت ہو گئے۔ پھر معاویہ بن یزید کے بعد طلبِ خلافت کے لیے تلوار اٹھائی۔
>
> حضرت طلحہ کے قتل کے بارے میں تو اسمعیل وغیرہ نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ قتل تاویل سے تھا۔ جیسا اور صحابہ کے ہاتھ سے بعض صحابہ جنگِ جمل و صفین میں قتل ہوئے ہیں۔ اور اس کو تاویل پر محمول کیا گیا کہ اُن کے نزدیک فریقِ ثانی باغی تھا اور باغی کا قتل جائز ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

براءۃ عثمان رضی اللہ عنہ

مؤلفہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ صاحب اعلاء السنن

ناشر

مکتبہ صدیقیہ سبزی منڈی
حضرو، ضلع اٹک

Presented by www.ziaraat.com

مگر سماع ثابت نہیں۔ بہرحال اُن کے صحابی ہونے میں اختلاف نہیں ہے۔ اگر صرف رُؤیَۃ کو صحابیت کے لیئے کافی سمجھا جائے۔ اور یہی جمہور کا قول ہے تو اب اُن لوگوں کے اقوال پر التفات نہ کیا جائے گا۔ جو اُن میں کلام کرتے ہیں یعنی تنقید کرتے ہیں۔

فَاِنَّ الصَّحَابَۃَ کُلُّھُمْ عُدُوْلٌ - !	بلا شک تمام صحابہ عادل یعنی سچے دین دار قابل اعتماد ہیں - !

۲۔ عُروہ بن زُبَیر کا قول ہے کہ مَروان حدیث میں مُتّہَم تھے۔ سَہل بن سَعد ساعدی نے صِدق پر اعتماد کر کے اُن سے روایت کی ہے اور وہ بڑے جلیل القدر صحابی ہیں۔ علیؓ بنُ الحسین (حضرت زینُ العابدین) اور عُروۃُ بنُ الزُّبَیر وابوبکر بن عبدالرحمان بن الحارث اور سعیدُ بنُ المُسَیَّب و عُبَیدُاللہ بن عبداللہ بن عُتبہ اور مُجاہد و ابوسفیان مولیٰ بن ابی احمد نے اُن سے روایت کی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور وہ حضرت عمر و عثمان و علی اور زید بن ثابت و ابوہریرہ اور بُسرہ بنتِ صَفوان و عبدالرحمان بن الاسود بن عبدِ یَغُوث رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مُرسَلاً روایت کی ہے۔

۳۔ حافظ (ابنِ حجر) نے مُقَدّمہ "فتحُ الباری" میں فرمایا ہے کہ:-

"مروان پر بڑا اعتراض یہ ہے کہ یَومُ الجَمَل میں انھوں نے حضرت طلحہ کے تیر مارا، جس سے وہ فوت ہوگئے پھر مُعاویہ بن یزید کے بعد طلبِ خلافت کے لئے تلوار اٹھائی -!"

Presented by www.ziaraat.com

حضرت طلحہ کے قتل کے بارے میں تو اسمٰعیل وغیرہ نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ قتل تاویل سے تھا۔ جیسا اور صحابہ کے ہاتھ سے بعض صحابہ جنگِ جمل و صفین میں قتل ہوئے ہیں۔ اور اس کو تاویل پر محمول کیا گیا کہ اُن کے نزدیک فریقِ ثانی باغی تھا اور باغی کا قتل جائز ہے۔" بایں ہمہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کی حدیث اور (فقہی) رائے پر اعتماد کیا ہے اور مسلم کے سوا سب اصحابِ صحاحؒ نے اُن کی حدیث کو لیا ہے۔

فائدہ :۔ مؤطا امام مالک کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ امام مالک (جناب) مروان (رضی اللہ عنہ) کو فقہائے مدینہ میں شمار کرتے اور مؤطا میں بکثرت اُن کے اقوالِ فقہیہ بیان فرماتے ہیں حافظ ابنِ حجر کے قول سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت طلحہ کے قتل سے پہلے (جناب) مروان پر کوئی سنگین اعتراض نہیں تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں (جناب) مروان کو مدینہ کا والی بنایا گیا، تو اُسی زمانہ میں سہل بن سعد ساعدی صحابی اور عروہ بن الزبیر اور حضرت زین العابدین اور ابوبکر بن عبدالرحمان ابن الحارث وغیرہ اجلۂ تابعین نے اُن سے حدیث روایت کی۔ اگر خلافتِ عثمان میں کوئی امر خلافِ عدالت و ثقاہت اُن سے صادر ہوا ہوتا تو یہ حضرات ہرگز اُن سے روایت نہ کرتے۔ اور یہ جو بعض روایات میں آیا ہے کہ :۔

"مروان نے حضرت عثمان کی طرف سے حاکمِ مصر کو خط میں یہ لکھ دیا تھا کہ یہ لوگ (محمد بن ابی بکر اور ان کے ساتھی) مصر پہنچیں تو

ناصبین کے پاس صحابہ کے گناہوں کی صفائی کا ایک ہی بہانہ ہے جو وہ ہر جگہ استعمال کرتے ہیں۔ اور وہ بہانہ یہ ہے:

<u>" صحابی سے یہ حرکت تاویل کی بنا پر ہوئی، اس لیے اس کا کوئی مواخذہ نہیں۔" بلکہ اس پر ہی اکتفا نہیں کرتے اور آگے کہتے ہیں، " یہ تاویل اجتہادی غلطی کی بنا پر ہوئی جس کا انہیں ثواب ملے گا۔"</u>

Presented by www.ziaraat.com

ان ناصبی حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ تاویل کی غلطی آج آپ سے یا ہم سے تو ہو سکتی ہے، مگر مروان بن حکم سے ایسی تاویل کی غلطی محال ہے کیونکہ حضرت عثمان کے بعد آپ کے قاتلوں کو کوئی اگر جانتا ہے تو وہ صرف مروان بن حکم ہی ہے۔ یہ وہ شخص ہے جو کہ پورے محاصرے کے دوران حضرت عثمان کے ساتھ تھا اور حضرت عثمان سب سے زیادہ اس پر اعتماد کر رہے تھے۔

اس آنکھ دیکھی شہادت کا اقرار خود مروان اپنی زبان سے کر رہا ہے:

> جب عثمان مارے گئے اور طلحہ اور زبیر اور عائشہ خونِ عثمان کا انتقام لینے بصرہ گئے تو مروان بھی اُن کے ساتھ ہو گیا۔ جب سب لوگ بھاگ رہے تھے تو مروان نے طلحہ کو دیکھا اور کہا"واللہ عثمان کے خون کا ذمہ دار یہی ہے۔ یہی اُن پر سخت تھا۔ میں آنکھ سے دیکھنے کے بعد کوئی شہادت کا طالب نہیں ہوں۔ اس کے بعد اُس نے ایک تیر نکال کر طلحہ کو مارا جس سے وہ قتل ہو گئے۔
> حوالہ: طبقات ابن سعد، جلد ۵، صفحہ ۵۵، نفیس اکیڈمی

طلحہ کے بیٹے کا اقرار کہ طلحہ ہی قتل عثمان میں ملوث تھا

عثمان کے قتل میں طلحہ کا کردار اسقدر نمایاں تھا کہ حتی کہ اس کے بیٹے نے بھی اس کا اقرار کیا۔

امام ابن قتیبہ اپنی کتاب امامہ و سیاسۃ کے صفحہ ٦٠ پر لکھتے ہیں:

> "کسی نے محمد بن طلحہ سے پوچھا کہ عثمان کو کس نے قتل کیا تھا۔ اس نے جواب دیا، "عثمان کے قتل کا ایک تہائی ذمہ دار عائشہ ہیں اور ایک تہائی ذمہ دار میرا باپ طلحہ ہے۔"

امام طبری روایت کرتے ہیں:

Presented by www.ziaraat.com

ایک شخص محمد بن طلحه کے پاس آیا (جو که طلحه کے بیٹے تھے)۔ یه محمد بن طلحه بہت عبادت گذار شخص تھے۔ ان سے اس آدمی نے سوال کیا که عثمان کو کس نے قتل کیا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا که عثمان کے قتل کی ذمه داری تین آدمیوں پر ہے۔ ایک تہائی ذمه داری تو اس (اونٹ کی) ہودج والی یعنی حضرت عائشه پر ہے۔ اور ایک تہائی ذمه داری اُس شخص پر ہے جو که سرخ اونٹ پر سوار ہے یعنی میرا باپ طلحه اور ایک تہائی علی ابن ابی طالب پر ہے:

یه سن کر وہ آدمی بولا میں تو اپنے آپ کو گمراہی میں ہی سمجھتا ہوں۔ یه کہه کر وہ علی ابن طالب کے ساتھ مل گیا اور محمد بن طلحه کے جواب میں یه اشعار پڑھے:

ترجمه:

میں نے طلحه کے بیٹے سے پوچھا که مدینه میں جس شخص کو قتل کیا ہے
اور جو دفن بھی نہیں کیا جا سکا ہے، اس کی ہلاکت کی ذمه داری کس پر ہے۔
اس نے جواب دیا عثمان بن عفان کے قتل کی ذمه داری تین لوگوں پر ہے
تہائی تو اس عورت پر ہےجو ہودج میں سوار ہے۔
اور تہائی سرخ اونٹ والے سوار پر
اور تہائی علی ابن ابی طالب پر ہے۔

بات یه ہے که ہم لوگ تو بدوی آدمی ہیں اور ان باتوں کو ہم نہیں سمجھتے
میں نے اسے جواب دیا پہلے دو آدمیوں کے بارے میں تو تم نے سچ کہا۔

لیکن تیسرے آدمی کے بارے میں تم نے غلطی کی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

تاریخِ طبری، جلد سوم، حصه دوم، صفحه ۴۷۸، سن ۳۵ کے حالات

اسی طرح العقد الفرید، ج۲، ص ۲۱۸ اور امامه و سیاسة کے صفحه ۴۵ پر درج ہے:

"سعد بن ابی وقاص سے پوچھا گیا که عثمان کو کس نے قتل کیا؟
سعد نے جواب دیا، "عثمان کے قتل کی تلوار عائشه نےبلند کی اور اسے طلحه نے دھار لگا کر تیز کیا۔"

العقد الفرید، صفحه ۲۲۰ پر حضرت نائله (زوجه عثمان) کا ایک خط نقل کیا گیا ہے جو آپ نے معاویه بن هند کے نام لکھا تھا:

" نائله بنت فرافصه کی طرف سے معاویه بن ابی سفیان کے نام:
میں عثمان کے قتل کے وقت موجود تھی اور میں تمہیں پورا واقعه بیان کرتی ہوں۔ مدینه کے لوگوں نے ہمارے گھر کا محاصره کر لیا اور دروازے پر مسلح لوگوں کا پہره لگا دیا۔ پچاس دن تک انہوں نے کسی چیز کو گھر میں داخل نہیں ہونے دیا۔ ان میں محمد بن ابی بکر، عمار یاسر، طلحه اور زبیر شامل تھے، جنہوں نے لوگوں کو عثمان کے قتل کا حکم دیا۔"

فصول المہیمه، ص۷۹، ذکر جمل اور مطالب السؤل، ص۱۱۷، ذکر جمل میں لکھا ہے:

"علی (ع) نے طلحه سے پوچھا که کیا وجه ہے که وه ان سے لڑنا چاهتا ہے۔ اس پر طلحه نے جواب دیا، "میں خون عثمان کا بدله لینے کے لیئے لڑ رہا ہوں۔" امام علی (ع) نے کہا، "اگر تمہارے دل میں ذرا بھی انصاف ہے تو تمہیں مان لینا چاہیئے که یه تم اور تمہارے دوست تھے جنہوں نے عثمان کو قتل کیا۔"

امام اہل سنت زهری نے بھی مولا علی (ع) اور زبیر کے درمیان ایسی ہی گفتگو نقل کی ہے، جو که ان کے درمیان جنگ جمل سے پہلے ہوئی:

Presented by www.ziaraat.com

ابن جریر طبری نے احمد بن زہیر سے، اُس نے اپنے باپ خثیمہ سے، اُس نے وہب بن جریر سے، اُس نے اپنے باپ سے، اُس نے یونس بن یزید سے، اس نے زہری کے حوالے سے بیان کیا ہے:

جب علیؑ کو بصرہ میں حکیم بن جبلہ اور اسکے ستر آدمیوں کے قتل کی خبر ملی تو علیؑ بصرہ کے جانب روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ بارہ ہزار کا لشکر تھا۔ اور علیؑ مقتولین کے لئے یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

یا لهف نفسی علی ربیعة ۔ ربیعة السامعة المطیعة
سنتها کانت بها الوقیعة

اور میری جان ربیعہ پر قربان ہو جو کہ باتوں کو سننے والا اور پھر اطاعت کرنے والا تھا۔
تمام جنگوں میں اُس نے نے یہی مثال قائم کی

جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں تو علیؑ گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھے اور زبیر کو پکارا۔ جب زبیر قریب آیا تو علیؑ نے پوچھا کہ اے زبیر! یہ فوج لے کر کیوں آئے ہو؟ زبیر نے جواب دیا کہ میں آپ کو اپنے سے زیادہ اس خلافت کو اہل نہیں سمجھتا ہوں۔ علیؑ نے کہا کہ تم خود بھی عثمان کے بعد اس خلافت کے اہل نہیں تھے۔ اور ہم تمہیں بنو عبدالمطلب میں سمجھتے تھے مگر تمہارے اس نالائق بیٹے (عبداللہ ابن زبیر) نے تمہیں کہیں کا نہیں چھوڑا اور اس مقام تک پہنچا دیا کہ ہم میں اور تم میں یہ تفرقہ پیدا ہو گیا۔ اس کے بعد علیؑ نے زبیر کو رسول ﷺ کا وہ قول یاد دلایا کہ ایک دن رسولﷺ وہاں سے گذرے کہ جہاں ہم دونوں کھڑے ہوئے تھے۔ اور ہمیں اکھٹا دیکھ کر رسولﷺ نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ تیرا پھوپی کا بیٹا کیا کہہ رہا ہے؟ اور یہ ایک دن تم سے جنگ کرے گا اور اُس وقت یہ ظلم کرنے والوں میں سے ہو گا۔
رسولﷺ کا یہ قول یاد آتے ہیں زبیر میدانِ جنگ سے پلٹ گیا اور

Presented by www.ziaraat.com

قسم کھانے لگا کہ وہ اس جنگ میں حصہ نہیں لے گا، اور اپنے بیٹے عبداللہ ابن زبیر سے کہا کہ مجھے اس جنگ میں بھلا نظر نہیں آ رہا ہے۔

عبداللہ ابن زبیر نے کہا کہ آپ برا بھلا سب سوچ کر اس جنگ پر نکلے تھے، مگر جب سے آپ نے علیؑ کے علم (جھنڈے) کے نیچے اپنی موت کو دیکھا ہے آپ جنگ سے جدا ہو رہے ہیں۔

زبیر نے کہا (جو بھی ہو) مگر میں جنگ نہ کرنے کہ اب قسم کھا چکا ہوں۔

اس پر عبداللہ ابن زبیر نے کہا کہ آپ اپنے غلام سرجس کو آزاد کر کے قسم کا کفارہ ادا کر دیں۔ اس پر زبیر نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا اور فوج کی صفوں میں پھر جا کھڑا ہوا۔

اس پر علیؑ نے پھر زبیر سے کہا کہ تم مجھ سے عثمان کے خون کا قصاص مانگتے ہو، جبکہ یہ تم ہی تو ہو کہ جس نے عثمان کو قتل کیا ہے۔ اور (تمہارے اس فعل کے) باعث اللہ نے ہمیں آج یہ برا دن دکھلایا ہے جو کہ ناپسندیدہ ہے۔

اسی طرح علیؑ نے طلحہ سے کہا کہ تم ام المومنین کو میدانِ جنگ میں نکال لائے ہو تاکہ اُن کے زور پر جنگ کر سکو۔ حالانکہ تم نے اپنی بیوی کو اپنے گھر میں چھپا کر بٹھا رکھا ہے۔ اور کیا تم نے میری بیعت نہیں کی تھی؟

طلحہ نے جواب دیا کہ بیعت تو یقیناً کی تھی، مگر اُس وقت میری گردن پر تلوار لٹک رہی تھی اور یہ بیعت مجبوری میں کی گئی تھی۔

تاریخ طبری، انگلش ایڈیشن، جلد ۱۶، صفحہ ۱۲۵

تاریخ طبری، جلد سوم، حصہ دوم، صفحہ ۵۲۵، سن ۳۵ ہجری کے واقعات

Presented by www.ziaraat.com

یہی روایت تقریباً انہی الفاظ میں ابن جریر طبری نے عمر سے، اُس نے ابو بکر سے، اس نے قتادہ سے نقل کی ہے (تاریخ طبری، انگلش ایڈیشن، جلد ۱۶، صفحہ ۱۱۵)

امام اہلسنت ابن عبدالبر نے اپنی کتاب الاستیعاب، ج۳، ص۲۱۳ پر مولا علی (ع) کی یہ تقریر نقل کی ہے:

> "طلحہ زبیر اور عائشہ مجھ سے اس چیز کا حق مانگ رہے ہیں جو انہوں نے خود ترک کر دی تھی۔ اور یہ اس خون کا قصاص مانگتے ہیں، جو انہوں نے خود بہایا ہے۔ یہ خود عثمان کے قتل کے ذمہ دار ہیں، اور میں ہرگز اس میں شامل نہ تھا۔ لیکن یہ اب اس کا انکار کرتے ہیں۔ میں ہرگز عثمان کے قتل میں شامل نہیں۔ اور عثمان کے قتل کے واحد مجرم یہ باغی گروہ خود ہے۔ انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر اسے توڑ دیا۔"

طلحہ اور زبیر کے قتلِ عثمان میں کردار کے متعلق لوگوں کی اور حضرت عائشہ کی یہ رائے تھی:

> ابن جریر طبری نے زیاد بن ایوب سے، انہوں نے معصب بن سلمان التمیمی سے، انہوں نے محمد سے، انہوں نے عاصم بن کلیب سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے:کلیب کہتے ہیں کہ جب وہ جہاد سے واپس آئے تو کچھ دنوں کے بعد یہ مشہور ہو گیا کہ طلحہ و زبیر آ رہے ہیں اور اُن کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ بھی ہیں۔ یہ سن کر لوگوں کو بہت حیرت ہوئی کیونکہ لوگوں کا خیال تھا کہ ان لوگوں نے ہی عثمان سے ناراض ہو کر لوگوں کو اُس کے خلاف کیا تھا۔ اور اب بدنامی سے بچنے کے لئے قصاص کا نام لے کر نکلے ہیں۔
>
> حضرت عائشہ نے کہا کہ ہم تو تمہاری خاطر ہی عثمان کی تین حرکتوں پر ناراض ہوئے تھے: پہلا یہ کہ اُس نے ناعمر لوگوں کو حاکم مقرر کیا، دوسرا یہ کہ اُس نے عامہ کی زمینوں پر قبضہ کیا اور تیسرا یہ کہ وہ لوگوں کو دُروں اور چھڑی سے مارتا اور سزائیں

Presented by www.ziaraat.com

دیتا تھا۔

تاریخ طبری، انگلش ایڈیشن، جلد ١٦، صفحہ ١٠٠

تاریخ طبری، اردو ایڈیشن، جلد سوم، صفحہ ٥٠٨

تاریخ طبری سے چند مزید واقعات

امام طبری نے محمد بن عمر (الواقدی) سے، انہوں نے ابراہیم بن سلیم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے بسر بن سعید سے، انہوں نے عبداللہ ابن عیاش بن ربیعہ سے نقل کیا ہے:

ابن عباس کہتے ہیں کہ میں عثمان کی موجودگی میں اس کے گھر میں داخل ہوا (جبکہ اس کے خلاف بغاوت جاری تھی)۔ عثمان نے کہا، " میرے ساتھ آؤ ابن عباس۔" پھر وہ مجھے دروازے کے پاس لے گئے جہاں سے ہم لوگوں کی آوازیں سن سکتے تھے۔

ہم نے سنا کہ کوئی کہہ رہا تھا کہ اس کس کا انتظار کر رہے ہو؟ جبکہ دوسرے کہہ کہے تھے کہ انتظار کرو کہ شاید وہ توبہ کر لے۔ ابھی ہم وہاں کھڑے ہوئے ہی تھے کہ وہاں سے طلحہ بن عبید اللہ گذرا اور اس نے عبدالرحمن ابن عدیس کے متعلق پوچھا [نوٹ: ابن عدیس کا عثمان کے قتل میں بہت بڑا ہاتھ ہے، جو آگے آ رہا ہے]۔ اسے بتایا گیا کہ وہ وہاں ہے۔عبدالرحمن ابن عدیس طلحہ کے پاس آیا اور اس سے سرگوشیوں میں باتیں کرنے لگا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور بولا،"کسی کو عثمان کے گھر میں آنے یا جانے نہ دو۔

عبد اللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ عثمان نے مجھ سے کہا کہ یہ احکامات طلحہ نے جاری کیے ہیں۔ پھر عثمان طلحہ کے لیے بدعا کرنے لگا، " اے اللہ! مجھے طلحہ کے شر سے محفوظ رکھ کہ یہ لوگوں کو بھڑکا کر میرے خلاف کر رہا ہے۔ اللہ کی قسم، مجھے

Presented by www.ziaraat.com

امید ہے کہ اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا اور اس کا اپنا خون ہی بہے گا۔ طلحہ نے بیجا طور پر مجھے کو گالیاں دی ہیں۔ میں نے رسول (ص) کو فرماتے سنا ہے، "ایک مسلمان کا خون صرف تین حالتوں میں جائز ہے: اگر وہ مرتد ہو جائے، یا زنا کاری میں پکڑا جائے یا پھر جو قتل کرے بغیر کسی شرعی عذر کے کہ دوسرے نے اس پر حملہ کیا ہو۔ تو پھر یہ لوگ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں؟"

ابن عباس آگے فرماتے ہیں، "میں نے عثمان کے گھر سے نکلنا چاھا، مگر انہوں نے میرا راستہ روک دیا۔ حتی کہ محمد بن ابی بکر وہاں سے گذرے جنہوں نے ان کو کہا کہ اسے چھوڑ دو۔ اس پر انہوں نے مجھے جانے دیا۔"

تاریخ طبری،جلد سوم، حصہ اول، صفحہ **۳۸۹** سن **۳۵** ہجری کے واقعات

اسی صفحہ پر امام طبری نے محمد (بن عمر الواقدی) سے، انہوں نے یعقوب بن عبداللہ اشعری سے، انہوں نے جعفر بن ابی المغیرہ سے، سعد بن عبدالرحمن بن ابزی سے نقل کیا ہے:

میں نے آج وہ جگہ دیکھی جہاں سے یہ لوگ عثمان کے پاس گئے تھے۔ یہ لوگ عمرو بن حزم کے گھر میں سے ایک تنگ راستہ سے وہاں داخل ہوئے۔
خدا کی قسم ہم ابھی تک اس بات کو نہیں بھولے ہیں کہ تھوڑی دیر کے بعد سودان بن حمران نکلا اور کہنے لگا طلحہ بن عبید اللہ کہاں ہیں کہ ہم نے عثمان بن عفان کو قتل کر دیا ہے۔

تاریخ طبری،جلد سوم، حصہ اول، صفحہ **۳۸۹** سن **۳۵** ہجری کے واقعات

مولا علی (ع) طلحہ کو عثمان کے قتل سے روکتے ہیں

Presented by www.ziaraat.com

جب عثمان کا محاصرہ شروع ہوا تو مولا علی (ع) خیبر میں تھے۔ جب وہ واپس مدینے آئے تو لوگوں کو عثمان کے گھر پر جمع دیکھا۔ اس پر مولا علی (ع) عثمان کے پاس تشریف لائے۔ ابن اثیر لکھتا ہے:

> "عثمان نے علی سے کہا، "میرا تم پر اسلامی حق ہے اور بھائی چارے اور رشتہ داری کا بھی حق ہے۔ اگر میرا ان میں سے کوئی حق نہیں، اور میں جاہلیت کی زمانے میں ہوتا، تو یہ پھر بھی ابو مناف (جس کی نسل سے دونوں علی (ع) اور عثمان تھے) کی نسل کے لیے شرم کی بات ہے کہ تیم کا ایک شخص (طلحہ) ہم سے ہمارا حق چھین رہا ہے۔" علی نے عثمان سے کہا، "میں جو کروں گا، اس سے تمہیں آگاہ کر دوں گا۔" پھر علی (ع) طلحہ کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں بہت سے لوگ جمع تھے۔ علی (ع) نے طلحہ سے کہا، "یہ کیا حالات ہیں جن میں تم پڑ گئے ہو۔" طلحہ نے جواب دیا، "اے ابو الحسن، اب بہت دیر ہو چکی ہے۔"
>
> ابن اثیر، تاریخ کامل، ج۳، ص۸۴

اور امام طبری نے بھی مولا علی (ع) اور طلحہ کے درمیان یہ گفتگو نقل کی ہے۔

ابن جریر طبری نے عبد اللہ بن احمد المرزوی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے سلیمان سے، انہوں نے عبداللہ سے، انہوں نے جریر بن حازم سے، انہوں نے ہشام بن ابی ہشام سے، جو کہ مولا تھا عثمان کا، اُس نے ایک کوفی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ:

> جب عثمان اپنے گھر میں محصور ہوئے تو اُس وقت علیؑ خیبر میں تھے۔ جب وہ واپس آئے تو عثمان نے انہیں بلوایا (اور اپنے حقوق گنوائے) ۔۔۔ پھر علیؑ اتھ کر مسجد تشریف لے گئے اور وہاں اسامہ بن زید بیتھے ہوئے تھے۔ علیؑ نے انہیں اپنے قریب بلوایا اور ان کا ہاتھ پکڑ کے طلحہ کے گھر کے جانب چلے اور پھر طلحہ کے گھر پہنچے تو وہاں پر بہت سارے لوگ جمع تھے۔ علیؑ نے طلحہ کے روبرو کھڑے ہو کر فرمایا: آخر تم یہ کیا کر رہے ہو؟ اور تمہارا ارادہ کیا

Presented by www.ziaraat.com

ہے؟ اس پر طلحہ نے کہا کہ مجھے عقل مندی نے یہ کام کرنے پر مجبور کیا ہے۔ علیؑ نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا ار واپس لوٹ کر سیدھے بیت المال پہنچے اور وہاں پر بیت المال کا دروازہ بند تھا۔ تو علیؑ نے فرمایا کہ اس کو کھولو۔ لیکن چابی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے دروازہ نہیں کھل سکا۔ جس پر علیؑ نے دروازہ توڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ساتھیوں نے دروازہ توڑ دیا اور علیؑ نے تمام خزانہ لوگوں میں بانٹنا شروع کر دیا۔

ادھر جب طلحہ کے پاس موجود لوگوں نے مال بٹنے کا سنا تو وہ وہاں سے کھسکنے لگے اور ایک ایک کر کے سب علی کے پاس پہنچ گئے، یہاں تک کہ طلحہ کے پاس ایک آدمی بھی نہیں باقی بچا اور اُس کے تمام حامی منتشر ہو گئے۔

یہ خبر عثمان کو پہنچی تو وہ اس سے بہت خوش ہوا۔ تھوڑی دیر بعد طلحہ گھر سے نکل کر عثمان کے مکان کی جانب چلا اور جب دروازہ کے پاس پہنچا تو عثمان نے سے اندر آنے کہ اجازت طلب کی۔ جب اُسے اجازت مل گئی تو اُس نے اندر آ کر عثمان سے کہا کہ اے امیر المومنین! میں اپنی غلطیوں کی اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوا اور اُس سے توبہ کرتا ہوں کہ میں نے ایک کام کا ارادہ کیا تھا لیکن اللہ نے اُسے پورا نہیں ہونے دیا۔

عثمان نے کہا کہ اے طلحہ! تم تائب اور شرمندہ ہو کر نہیں آئے ہو بلکہ تم تو مجبور اور بے بس ہو کر آئے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہی تمہارے لئے کافی ہے۔

تاریخ طبری، انگلش ایڈیشن، جلد ۱۶، صفحہ ۷

اسی طرح ابن عساکر نے تاریخ دمشق، باب عثمان، ص۴۰۷ پر نقل کیا ہے:

"قیس کہتے ہیں کہ عثمان کے محاصرے کے دوران ایک آدمی طلحہ سے ملنے آیا اور اس سے درخواست کی کہ وہ اس معاملے میں

Presented by www.ziaraat.com

مداخلت کرے اور عثمان کی زندگی کو یقینی بنائے۔ طلحہ نے جواب دیا، "ہر گز نہیں! اللہ کی قسم میں ایسا اس وقت تک نہیں کروں گا جبتک بنی امیہ خود سے حق بات پر سر تسلیم خم نہ کر دیں۔"

امام طبری نے بھی ایسی ہی ایک روایت نقل کی ہے جس میں مولا علیؑ طلحہ کو عثمان کے قتل سے روکتے ہیں:

امام طبری نے یہ روایت عمر (بن شیبہ) سے، انہوں نے علی سے، انہوں نے ابن نافع سے، انہوں نے اسمعیل بن خالد سے، انہوں نے حکیم بن جبیر سے نقل کی ہے:

علیؑ نے خدا کا واسطہ دے کر طلحہ کو کہا کہ وہ عثمان کے خلاف جو لوگ جمع ہیں، انہیں واپس بھیج دے۔ مگر طلحہ نے جواب دیا کہ بخدا میں اُسوقت تک ایسا نہیں کروں گا کہ جبتک کہ بنو امیہ خود سے حق بات کو تسلیم نہ کر لیں۔

حوالہ: تاریخِ طبری، انگریزی ورژن، جلد ۱۵، صفحہ ۲۳۵

[نوٹ: دارالاشاعت کے اردو ورژن میں اس واقعہ کو تحریف کر کے حذف کر دیا گیا ہے۔]

ابن جریر طبری نے محمد سے، انہوں نے ہشام بن سعد سے، انہوں نے ابو ہلال سے، انہوں نے ابن عباس سے نقل کیا ہے:

عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ علیؑ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں زبیر اور طلحہ سے ملا ہوں؟ میں نے عرض کیا میری ملاقات ان سے نواصف میں ہوئی تھی، پھر انہوں نے پوچھا ان کے ساتھ کون کون لوگ تھے؟ میں نے جواب دیا ابو سعد بن الحارث بن ہشام اور قریش کی ایک جماعت تھی۔ علیؑ نے فرمایا یہ لوگ یہاں سے بھاگنے میں ہرگز باز نہیں آئیں گے اور کچھ روز کے بعد یہ دعویٰ کریں گے کہ ہم نے عثمان کے خون کا قصاص لینا ہے۔ خدا کی قسم، مجھے

Presented by www.ziaraat.com

اچھی طرح معلوم ہے کہ یہی لوگ قاتلینِ عثمان ہیں۔
تاریخ طبری، انگلش ایڈیشن، جلد ۱٦، صفحہ ۲۳
تاریخِ طبریِ، اردو ایڈیشن، جلد سوم، صفحہ ۴۴۸

طلحہ کو بھی اپنی ان سازشوں کا مکمل احساسِ جرم تھا۔ امام طبری نے اس ضمن میں یہ روایت نقل کی ہے:

احمد بن منصور نے بواسطہ یحییٰ بن معین، ہشام بن یوسف قاضی صنعاء عبداللہ بن سعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر اور موسی بن عقبہ، علقبہ بن وقاص کیا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب طلحہ، زبیر و عائشہ نے کوچ کیا تو میں نے طلحہ کو دیکھا کہ وہ اکیلا پڑا ہے اور اپنی غلطیوں کے باعث اپنی داڑھی پر ہاتھ مارتا تھا۔ میں نے کہا کہ تم کو اب تنہائی بہت محبوب ہو چکی ہے اور تم اپنی غلطی (عثمان بن عفان کی مخالفت) کے باعث اپنی داڑھی پر ہاتھ مارتے ہو۔ اور اگر تم اس جنگ کو اتنا ہی برا سمجھتے ہو تو اسے چھوڑ کر الگ کیوں نہیں بیٹھ جاتے۔
طلحہ نے کہا ایک وہ زمانہ تھا جب ہم ایک ایک ہاتھ کی طرح تھے اور درست کرنے والا ہماری تصحیح کر دیتا تھا۔ اگر ہم اس وقت چاہتے کہ لوہے کے دو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دیں تو ہم اس وقت اسکی طاقت رکھتے تھے۔ بیشک میری ذات سے عثمان بن عفان کو تکلیف پہنچی ہے اور اس کی توبہ یہی ہے کہ ان کے قصاص کے مطالبہ پر لوگ میرا خون بہا دیں۔
تاریخ طبری، انگلش ایڈیشن، جلد ۱٦، صفحہ ۷۹

سعید بن العاص نے بھی مروان کو کہا تھا کہ تم علیؑ سے لڑنے کیوں جاتے ہو جبکہ قاتلینِ عثمان تو تمہارے ہی ساتھ ہیں۔

ابن جریر طبری نے عمر بن شعبہ سے، اُس نے ابو الحسن سے، اُس نے ابو عمر سے، اُس نے عتبہ بن مغیرہ بن الاخنس سے روایت کی ہے:

Presented by www.ziaraat.com

ذات العرق کے مقام پر سعید بن العاص کی ملاقات مروان اور اسکے ساتھیوں سے ہوئی، تو اُس نے اُن لوگوں کو کہا: تم لوگ کہاں جاتے ہو جبکہ عثمان کے قاتل تو تمہارے ساتھ ہی ان اونٹوں پر سوار موجود ہیں [طلحہ و زبیر کی طرف اشارہ ہے]۔ انہیں قتل کر دو اور پھر اپنے گھروں کو پلٹ جاؤ اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

مروان کہنے لگا کہ نہیں ہم آگے جائیں گے اور عثمان کے ایک ایک قاتل کو ڈھونڈ کر قتل کریں گے۔

تاریخ طبری، انگلش ایڈیشن، جلد ۱٦، صفحہ ۴۴
تاریخ طبری، اردو ایڈیشن، جلد سوم صفحہ ۴٦۳
(اردو ترجمہ میں تحریف ہے)

طلحہ نے عثمان پر پانی تک بند کر دیا تھا

ناصبین جب قتل عثمان کا ذکر کرتے ہیں تو عثمان کی مظلومیت یہ بتاتے ہیں کہ ان پر پانی تک بند کر دیا گیا۔ لیکن یہ نہیں بتاتے کہ یہ کون تھا جس نے یہ پانی بند کیا تھا۔

طبری نے محمد بن عمر (الواقدی) سے، انہوں نے ابن ابی عون سے اور انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے:

عبد الرحمن ابن اسود کہتے ہیں: "میں نے مستقل یہ دیکھا کہ علی (ع) عثمان سے کنارہ کشی کیے ہوئے ہیں اور ان کا برتاؤ پہلے کی طرح کا نہیں ہے۔ بہرحال مجھے پتا تھا کہ انہوں نے طلحہ پر زور دیا تھا کہ جب عثمان محاصرے میں تھے تم کم ازکم پانی ان تک پہنچنا چاہیئے۔"

تاریخ طبری، انگلش ایڈیشن، جلد ۱۵، ص ۱۸۰

مولا علی (ع) نے عثمان سے کیوں کنارہ کشی اختیار کی، اس کے متعلق ہم کچھ روایات آگے پیش کریں گے۔ انشاء اللہ۔

Presented by www.ziaraat.com

طلحہ نے عثمان کے خلاف اہلِ بصرہ کو خطوط لکھے

ابن جریر طبری نے احمد بن زہیر سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے وہب بن جریر بن حازم سے، انہوں نے یونس بن یزید سے، انہوں نے زہری سے روایت کی ہے:

۔۔۔ عثمان بن حنیف نے طلحہ و زبیر سے ان شرائط پر صلح کی کہ وہ علیؑ کو خط لکھیں گے اور اس کا جواب آنے تک وہی نماز کی امامت کرائیں گے۔
مگر طلحہ و زبیر نے دو دن ہی انتظار کیا اور پھر اس کے بعد زابوقہ کے مقام پر اُن پرحملہ کر دیا۔ اس حملے میں انہیں کامیابی ہوئی اور انہوں نے عثمان کو پکڑ لیا اور قتل کرنا چاہا۔ مگر پھر انصار کے ڈر سے قتل تو نہ کیا، مگر انہیں مارا پیٹا اور بال نوچ ڈالے۔
پھر طلحہ اور زبیر اٹھے اور (اہلِ بصرہ) سے مخاطب ہو کر تقریر کرنے لگے اور کہا:
ایے بصرہ کے لوگو! توبہ جرم کو ختم کر دیتی ہے۔ ہم تو امیر المومنین (عثمان) سے صرف یہ چاہتے تھے کہ وہ (شکایات) کو دور کریں۔ اور ہم نے یہ نہیں چاہا تھا کہ کوئی انہیں قتل کرے، مگر بیوقوف لوگ عقلمندوں پر غالب آ گئے اور انہوں نے عثمان کو قتل کر دیا۔
اس پر لوگوں نے طلحہ کو جواب دیا:
"مگر اے ابو محمد! تمہارے خطوط جو ہمارے پاس آتے تھے، اُن سے تو کچھ اور ہی ظاہر ہوتا تھا؟"

اس پر (طلحہ کی بجائے) زبیر لوگوں سے مخاطب ہوا اور کہاکہ:
کیا تمہیں میری طرف سے بھی عثمان کے متعلق کوئی خط ملا تھا؟
پھر زبیر نے بیان کرنا شروع کیا کہ عثمان کیسے قتل ہوا اور اس سلسلے میں علیؑ کی برائیاں بیان کرنا شروع کیں۔
اس پر عبدی نامی ایک شخص نے اٹھ کر طلحہ کو خاموش کرایا

Presented by www.ziaraat.com

(اورعلی کی حمایت کی اور جنگ کی مخالفت کی)

تاریخ طبری، انگلش ایڈیشن، جلد ١٦، صفحہ ٦٨ تا ٦٩

اسی روایت میں آگے ہے کہ طلحہ و زبیر کے لوگوں نے اس عبدی نامی شخص کو مولا علیؑ کی حمایت پر بولنے کی وجہ سے قتل کر دیا۔

امام ابن قتیبہ اپنی کتاب الامامہ و سیاسۃ، صفحہ ٦٤ پر لکھتے ہیں کہ جب طلحہ اور عائشہ بصرہ پہنچے تو ایک شخص طلحہ کے پاس آیا اور کہا:

"اے طلحہ، کیا تم اس خط کو پہچانتے ہو؟ طلحہ نے جواب دیا کہ ہاں۔ اس پر اس شخص نے کہا، "کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ کچھ دنوں پہلے ہی تم ہمیں خط لکھ کر عثمان کے خلاف اکساتے ہو اور اب ہم سے مطالبہ کر رہے ہو کہ عثمان کے قتل کے قصاص میں تمہارا ساتھ دیں؟"

آخر میں برادرانِ اہلسنت اور دیگر اربابِ دانش سے گذارش ہے کہ دیکھیں کہ ان ناصبین کے پاس سیف کذاب سے پاک ایک بھی ایسی روایت نہیں جس میں عثمان کے خلاف سازشوں سے لیکر عثمان کے قتل تک کسی نے ایک مرتبہ بھی لفظ "سبائی" استعمال کیا ہے۔ مگر پھر بھی ناصبین پچھلے ساڑھے بارہ سو سالوں سے "سبائی سبائی ۔۔ شیعہ شیعہ" کی رٹ لگائی ہوئی ہے۔

جبکہ اس کے مقابلے میں ناصبین کو طلحہ و زبیر کے متعلق یہ سب روایات (جو کہ سیف کذاب کے مقابلے میں کہیں زیادہ قوی ہیں) پچھلے ساڑھے بارہ سو سالوں سے نظر نہیں آئی ہیں۔

اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ انہیں اس اندھے پن سے نکلنے کے لئے مزید کتنی صدیاں چاہیے ہوں گی، یا پھر اللہ انہیں قیامت تک یوں ہی اندھا رکھنا چاہ رہا ہے۔ اللہ اعلم۔

Presented by www.ziaraat.com

باب ۳ ۔ حضرت عائشه بمقابله عبد الله ابن سبا

ہم اپنے پڑھنے والوں کی خدمت میں عرض کرتے چلیں که یه ہمارا ناصبیوں کو چیلنج ہے که وہ ہمیں ایک بھی ایسی صحیح روایت نہیں دکھا سکتے(جس کے سلسله رواۃ میں سیف بن عمر کذاب موجود نه ہو اور) جو که یه بتاتی ہو که سبائیوں/شیعوں نے حضرت عثمان کے خلاف کسی قسم کی تحریک چلائی ہو یا سازش کر کے قتل کیا ہو۔

اس کے مقابلے میں طلحه و زبیر کی طرح اکیلے اہلسنت کی کتب میں بے تحاشه ایسی روایات موجود ہیں جو که بتاتی ہیں که حضرت عائشه نے قتل عثمان میں اہم کردار ادا کیا۔

مگر افسوس ناصبیوں کے ساتھ ساتھ ہمارے اہلسنت برادران بھی اس موقع پر ان سب روایات کو نظر انداز کر کے سیف ابن عمر کذاب کے پیروکار بن جاتے ہیں اور قتل عثمان کا پورا الزام سبائیوں/شیعوں کے سر لگا دیتے ہیں۔

آئیے ایسی چند ایک روایات کا مطالعه کرتے ہیں۔

حضرت عائشه کا کردار، عثمان کی زندگی میں

بیشمار اہلسنت علماء نے یه نقل کیا ہے که عائشه عثمان کے پاس گئیں اور ان سے رسول (ص) کی وراثت میں سے حصه طلب کیا۔ عثمان نے ان کو کوئی حصه دینے سے انکار کر دیا اور انہیں یاد دلایا که یه وہی تھیں جنہوں نے ابوبکر کی حوصله افزائی کی تھی که وہ فاطمه (ع) کو رسول (ص) کی وراثت سے کوئی حصه نه دیں۔ چنانچه اگر فاطمه (ع) کو وراثت سے کوئی حصه نہیں ملا تو پھر عائشه کو کیوں ملنا چاہیئے؟ اس پر عائشه انتہائی غصے میں آ گئیں اور یه کہتی ہوئی باہر نکلیں:

> "اس نعثل (بیوقوف بڈھے) کو قتل کر دو که یه کافر ہے۔"
>
> سنی حوالے:
>
> تاریخ ابن اثیر، ج ۳، ص ۲۰۶

Presented by www.ziaraat.com

لسان العرب، ج ۱۴، ص ۱۴۱
العقد الفرید، ج ۴، ص ۲۹۰
اسد الغابه، ج ۳، ص ۱۴، ذکر جمل
النہایه، ج ۵، ص ۸۰

ابن اثیر نے النہایه، ج۵، ص ۸۰ اور ابن منظور نے لسان العرب، ج ۱۱، ص ۶۷۰ پر لکھتے ہیں:

"نعثل اس کہتے ہیں جس کی لمبی داڑھی ہوتی ہے۔ اور عائشه نے کہا تھا که اس نعثل کو قتل کر دو۔ نعثل سے اس کی مراد عثمان تھے۔"

ہمارے مخالفین کی عادت ہے که وہ ایسی روایات کو ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر نعثل کے متعلق یه اکیلا موقع نہیں ہے جب که یه نعثل والا واقعه تاریخ کی کتب میں بیان کیا گیا ہے، بلکه آگے ہم نے یه نعثل والی روایت دو مرتبه اور نقل کی ہے جبکه که عثمان کے قتل ہو جانے کے بعد دو مختلف موقعوں پر دو مختلف صحابه نے پھر حضرت عائشه کو یاد دلایا که وہ عثمان کو "نعثل" کہا کرتی تھیں۔

البلادہوری اہل سنت کے مستند علماء سے ہیں۔ یه اپنی کتاب انساب الاشراف، ج ۴، ص ۷۴ میں لکھتے ہیں:

"جب مدینه میں صورتحال انتہائی بگڑ گئی تو عثمان نے مروان بن حکم اور عبد الرحمان کو حکم دیا که وہ عائشه کو راضی کریں که وہ ان کے خلاف لوگوں کو اکسانا بند کریں۔ وہ اس کے پاس آئے جب وہ حج کے لیے روانه ہونے والی تھی۔ انہوں نے اس سے کہا:
"ہماری الله سے دعا ہے که آپ مدینه میں ٹہریں اور الله عثمان کو آپ کے شر سے بچائے۔"
عائشه نے جواب دیا، "میں نے سفر کا سامان باندھ لیا ہے اور میں نے حج کرنے کی نذر مانی ہوئی ہے۔ خدا کی قسم، میں تمہاری بات نه مانوں گی۔ اس پر مروان نے کہا: (وحرق قیس علی البلاد: حتی اذا ما استعرت اجننا) یعنی قیس نے شہروں کو آگ لگا دی یہاں تک که

Presented by www.ziaraat.com

جب آگ بھڑک جائیگی تو اسے بجھا دے گا۔ (یعنی خود ہی آگ لگایا اور خود ہی بجھائے گا)۔ اس پر عائشه نے کہا اس اشعار کو مجھ پر صادق کرنے والے، اگر تمہارے ساتھی (عثمان) که جن کے معاملے نے تمہیں مشقت میں ڈالا ہے، تو میں تو تمنا کرتی ہوں که عثمان میرے سامان کے ایک تھیلے میں بند ہوتا تاکه میں اس اپنے ساتھ ڈھو کر لیجاتی اور سمندر میں پھینک سکتی۔"

مزید سنی حواله:

۱)طبقات ابن سعد، اردو ایڈیشن (نفیس اکیڈمی) جلد ۵، صفحه ۳۷

۲) تاریخ مدینه، عمر بن شبه العمیری، متوفی ۲٦۲ ہجری، صفحه ۱۱۷۲

عائشه چاہتی تھیں که عثمان جلد از جلد قتل ہوں تاکه وه اپنے رشته دار طلحه کو ان کی جگه مسند خلافت پر بٹھا سکیں۔ سنی مورخ طبری لکھتا ہے که جب عثمان محاصرے میں تھے اور ابن عباس کی ملاقات عائشه سے ہوئی جبکه وه مکه کی طرف عازم حج تھیں۔ عائشه نے ابن عباس سے اپیل کی که وه عثمان کے خلاف حرکت میں آئیں۔

ابن جریر طبری نے واقدی سے، انہوں نے ابن ابی سبره سے، انہوں نے عبدل المجید بن سہیل سے، انہوں نے عکرمه سے روایت کی ہے:

"اے ابن عباس! میں الله کے نام پر تم سے مطالبه کرتی ہوں که اس (عثمان) کو ترک کر دو اور اس کے متعلق لوگوں میں شبہات پیدا کرو کیونکه الله نے تمہیں تیز زبان عطا کی ہے (اور تم یه کام کر سکتے ہو)۔ ان لوگوں پر صورتحال واضح ہو چکی ہے اور روشنی کے مینارے بلند ہو چکے ہیں جو ان کی رہنمائی کریں گے۔ انہیں پتا ہے که عثمان کے ساتھیوں نے ان تمام زمینوں کو چوس لیا ہے جو که کبھی اچھی چیزوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اور میں نے دیکھا ہے که طلحه بن عبید الله بیت المال کی چابیاں لے رہا ہے۔ (بیشک) اگر وه

Presented by www.ziaraat.com

> خلیفه بنتا ہے تو وہ اپنے چچا زاد بھائی ابو بکر کی پیروی کرے گا۔"
> اس پر ابن عباس نے جواب دیا: "اے ام المومنین! اگر عثمان پر کوئی برا وقت آ گیا تو یقیناً لوگ صرف ہمارے ساتھی (مولاعلی علیہ السلام) کی پناہ ڈھونڈیں گے۔" اس پر عائشه نے کہا، "خاموش رہو! میری کوئی خواہش نہیں ہے که تمہاری تکذیب کروں یا تم سے لڑوں۔"
>
> تاریخ طبری،جلد ہفتم، صفحه ۴۱۴

جب عثمان کے قتل کی خبر پہنچی تو عائشه حج کے سفر میں تھیں۔ انہوں نے حکم دیا که ان کا خیمه گاڑھا جائے اور پھر آپ نے کہا:

> "مجھے یقین ہے که عثمان اپنے لوگوں (بنی امیه) پر برا وقت لائے گا جیسا که ابو سفیان اپنے لوگوں پر جنگ بدر میں لایا تھا۔"
> حواله: البلادھوری، انساب الاشراف، ج ۵، ص ۹۱

صحابه کی گواہیاں که عائشه نے عثمان کے قتل کے بعد اپنی پالیسی تبدیل کر لی

جب عائشه کے منصوبے کے مطابق، عثمان کے قتل کے بعد طلحه خلیفه نه بن سکا اور لوگوں نے مولا علی (ع) کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو عائشه نے عثمان کی مخالفت ترک کر کے فورا" اسے مظلوم ظاہر کرنا شروع کر دیا۔ اور لوگوں کو اس پر ابھارنا شروع کر دیا که وہ خون عثمان کے قصاص کے نام پر مولا علی (ع) کے خلاف جنگ کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔

مولا علی (ع) نے کھلے عام عائشه کے اس دہرے رویه پر تنقید کی۔ صحابه بھی اس حقیقت سے بہت اچھی طرح واقف تھے که عائشه نے عثمان کے خلاف لوگوں کو کیسے بھڑکایا تھا (یعنی حضرت عائشه خود نعثل کہه کر لوگوں کو عثمان کے قتل پر اکساتی تھیں)۔

سنی مؤرخ ابن اثیر اپنی کتاب تاریخ کامل، ج ۳، ص ۱۰۰ پر لکھتا ہے:

Presented by www.ziaraat.com

"عبید بن ابی سلمه، جو که عائشه کا رشته دار تھا، عائشه سے ملا جبکه وه مدینے کی طرف واپس جا رہی تھیں۔ عبید نے کہا، " عثمان کو قتل کر دیا گیا ہے اور مدینه آٹھ دن تک بغیر امام کے رہا۔" عائشه نے پوچھا، " انہوں نے اگلا قدم کیا اٹھایا؟" عبید نے جواب دیا، "لوگوں نے علی (ع) کی طرف رجوع کیا اور ان کی بیعت کر لی۔" عائشه نے پھر کہا، " مجھے مکه واپس لے چلو۔" پھر عائشه نے اپنا منه مکه کی طرف کیا اور بولنا شروع کیا، "بیشک! عثمان معصوم قتل ہوئے، اور بخدا، میں ان کے قتل کا انتقام لوں گی۔" اس پر عبید نے کہا، "تم کیا اب عثمان کو معصوم بول رہی ہو، جبکه یه تم ہی تھیں جو لوگوں کو اکسایا کرتی تھی که اس نعثل کو قتل کر دو که یه یہودی ہے۔"

قارئین، ملاحظه فرمائیں که لوگ حضرت عائشه کو عثمان کو نعثل کہنا نہیں بھولے اور انہیں عثمان کے مرنے کے بعد انکے نعثل کے یه الفاظ یاد دلوا رہے ہیں۔

مولا علی (ع) نے عائشه کو ایک خط لکھا، جیسا که سیرت حلبیه، ج ۳، ص ۳۵٦ پر لکھا ہے:

"تم نے الله اور اس کے رسول (ص) کی مخالفت میں اپنے گھر سے قدم باہر نکالا۔ اور تم نے ان چیزوں کا مطالبه کیا جن پر تمہارا کوئی حق نه تھا۔ تمہارا دعوی ہے که تم یه سب امت کی بہتری کے لیے کر رہی ہو، لیکن مجھے بتاؤ، عورت کا اس میں کیا کردار ہے که وه امت کی بہتری کے لیے (گھر) سے نکلے اور جنگوں میں حصه لے؟ تم کہتی ہو که تم عثمان کے خون کا قصاق چاھتی ہو، جبکه وه قبیله بنی امیه سے تھا اور تم قبیله تیم کی عورت ہو۔ اگر اس مسئلے پر نظر ڈالی جائے تو یه کل کی ہی بات ہے جب تم کہا کرتی تھی که اس (عثمان) نعثل کو قتل کر دو۔ الله اس کو قتل کرے که یه کافر ہو گیا ہے۔"

Presented by www.ziaraat.com

چنانچه حضرت عائشه سے عثمان کو نعثل کہنے کے یه الفاظ تاریخ میں ۳ مرتبه ملتے ہیں (یعنی ۳ مختلف موقعوں پر تین مختلف صحابه نے حضرت عائشه کا عثمان کو نعثل کہنا نقل کیا ہے) ۔ اس لیے ہمارے مخالفین کے پاس اب کوئی بہانه نہیں ہے که وہ اس بات کا انکار کر دیں۔

[نوٹ: حضرت عائشه کا عثمان کو نعثل کہنا اتنا مشہور تھا که حضرت عائشه کے ساتھ ساتھ (یا پھر شاید دیکھا دیکھی) دوسرے لوگ بھی عثمان کو کھلم کھلا نعثل کی گالی دیتے تھے۔

ابن کثیر دمشقی اپنی کتاب البدایه و النہایه میں لکھتا ہے:

> واقدی نے بیان کیا ہے که اسامه بن زید نے یحیی بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے، ابن کے باپ کے حوالے سے مجھ سے بیان کیا ہے که عثمان کے پاس نبی ﷺ کا عصا تھا۔۔۔ جھجاہ غفاری نے عثمان سے کہا که اے نعثل اٹھ اور اس منبر سے اتر جا۔۔۔
>
> حواله: البدایه و النہایه، جلد ہفتم، صفحه ۳۴٦

اور اگلے صفحه پر ابن کثیر الدمشقی نے نعثل کے متعلق ایک اور روایت نقل کی ہے:

> واقدی کا بیان ہے که محمد بن صالح نے عبید الله بن رافع بن نقاط سے بحواله عثمان بن شرید مجھ سے بیان کیا ہے که ایک دفعه عثمان جبله بن عمرو الساعدی کے پاس سے گذرے جب که وہ اپنی حویلی کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا، اور اُس کے پاس ایک طوق بھی تھا۔ اس نے کہا اے نعثل، خدا کی قسم میں آپ کو قتل کر دوں گا اور ایک خارش زدہ اونٹنی پر سوار کرا دوں گا اور ایک سیاہ سنگ آتشی زمین کی طرف نکال دوں گا۔
>
> حواله: البدایه و النہایه، جلد ہفتم، صفحه ۳۴۷

[نوٹ:

1. اوپر کے یه دونوں واقعات (جس میں جھجاہ غفاری اور جبله بن عمرو الساعدی نے عثمان کو نعثل کی گالی دی) اُس وقت پیش آئے جبکه اہلِ مصر پہلی دفعه مولا علیؑ کے کہنے پر محاصرہ اٹھا کر واپس چلے گئے تھے۔ (یعنی اہلِ مدینه اکیلے تھے)

Presented by www.ziaraat.com

2. اور ان دونوں کا تعلق اہلِ مدینہ سے تھا۔

3. اور ان دونوں نے دیگر اہلِ مدینہ کے سامنے کھل کر عثمان کو نعثل کی گالیاں دیں، مگر اہل مدینہ میں سے کسی نے بھی انہیں روکا اور نہ عثمان کی طرفداری کی۔

ابن جریر طبری نے عثمان کی تدفین کے حوالے سے نعثل کی گالی کا ایک اور واقعہ بھی نقل کیا ہے:

> جعفر نے عمرو اور علی سے، انہوں حسین سے، انہوں نے اپنے والد سے ، انہوں نے المجالد سے، انہوں نے یسار بن ابی کریب سے، اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے (جو کہ عثمان کی خزانچی تھے):
> عثمان کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ اُس کے ساتھ صرف مروان بن حکم تھا اور اُس کے تین غلام اور پانچویں بیٹی تھی۔ اُس کی بیٹی نے اونچی آواز میں واویلا اور ماتم شروع کر دیا۔
> لوگوں نے ہاتھوں میں پتھر اٹھا لئے اور آوازیں لگانا شروع کر دیں: نعثل۔۔۔ نعثل۔۔۔ اور انہوں نے اُس کو تقریباً سنگسار ہی کر دیا تھا۔

نوٹ: عثمان کے جنازے میں اہلِ مدینہ میں سے کوئی ایک بھی شخص شریک نہیں ہوا (سوائے بنی امیہ کے سات آٹھ لوگوں کے)۔ یعنی نہ مولا علیؑ شریک ہوئے نہ حسنؑ اور نہ حسینؑ۔ اور نہ ہی طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص وغیرہ وغیرہ۔

مگر ناصبین ہیں کہ ابھی تک سیف کذاب کی روایات کے بل پر رٹ لگائے ہوئے ہیں کہ اہلِ مدینہ تو عثمان کے مکمل جانثار تھے اور یہ صرف اور صرف یہ کچھ سبائی تھے جنہوں نے عثمان کی مخالفت کر کے اُسے قتل کر دیا۔

اور عثمان کو قتل کیے جانے کے تین دن کے بعد دفنایا گیا۔ (حصہ دوم میں آپ اس سلسلے کو ، یعنی اہلِ مدینہ کے کردار کو، بہت تفصیل کے ساتھ پڑھیں گے۔ انشاء اللہ۔)

امام اہلسنت ابن عبدالبر نے اپنی کتاب الاستیعاب، ج۳، ص۲۱۳ پر مولا علی (ع) کی یہ تقریر نقل کی ہے:

Presented by www.ziaraat.com

"طلحہ، زبیر اور عائشہ مجھ سے اس چیز کا حق مانگ رہے ہیں جو انہوں نے خود ترک کر دی تھی۔ اور یہ اس خون کا قصاص مانگتے ہیں، جو انہوں نے خود بہایا ہے۔ یہ خود عثمان کے قتل کے ذمہ دار ہیں، اور میں ہرگز اس میں شامل نہ تھا۔ لیکن یہ اب اس کا انکار کرتے ہیں۔ میں ہرگز عثمان کے قتل میں شامل نہیں۔ اور عثمان کے قتل کے واحد مجرم یہ باغی گروہ خود ہے۔ انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر اسے توڑ دیا۔"

ابن جریر طبری نے زیاد بن ایوب سے، انہوں نے معصب بن سلمان التمیمی سے، انہوں نے محمد سے، انہوں نے عاصم بن کلیب سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے:

کلیب کہتے ہیں کہ جب وہ جہاد سے واپس آئے تو کچھ دنوں کے بعد یہ مشہور ہو گیا کہ طلحہ و زبیر آ رہے ہیں اور اُن کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ بھی ہیں۔ یہ سن کر لوگوں کو بہت حیرت ہوئی کیونکہ لوگوں کا خیال تھا کہ ان لوگوں نے ہی عثمان سے ناراض ہو کر لوگوں کو اُس کے خلاف کیا تھا۔ اور اب بدنامی سے بچنے کے لئے قصاص کا نام لے کر نکلے ہیں۔

حضرت عائشہ نے کہا کہ ہم تو تمہاری خاطر ہی عثمان کی تین حرکتوں پر ناراض ہوئے تھے: پہلا یہ کہ اُس نے ناعمر لوگوں کو حاکم مقرر کیا، دوسرا یہ کہ اُس نے عامہ کی زمینوں پر قبضہ کیا اور تیسرا یہ کہ اُس نے لوگوں کو دروں اور چھڑی سے مارا۔

تاریخ طبری، انگلش ایڈیشن، جلد ۱٦، صفحہ ۱۰۰

تاریخ طبری، اردو ایڈیشن، جلد سوم، صفحہ ۵۰۸

العقد الفرید، ص ۲۱۸ پر درج ہے کہ مروان نے عائشہ کو کہا،

"عثمان تمہارے خطوط کی وجہ سے مارا گیا ہے۔"

اور ابن سعد نے نقل کیا ہے:

Presented by www.ziaraat.com

عائشه سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان قتل ہوئے تو انہوں نے کہا کہ تم لوگ انہیں میل کچیل سے پاک صاف کپڑے کی طرح کر دیا (یعنی پہلے اپنی بدعتوں کی وجہ سے گندے تھے اور اب پاک صاف ہو گئے تھے) پھر ان کو مینڈھے کی طرح ذبح کر دیا۔ مسروق نے کہا کہ یہ آپ ہی کا تو عمل ہے۔ آپ ہی نے تو لوگوں کو خط لکھ کر اُن پر خروج کرنے کا حکم دیا تھا۔ عائشہ نے قسم کھائی کہ میں نے ایک لفظ نہیں لکھا۔ اعمش نے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ عائشہ کے حکم سے لکھا گیا تھا کہ عثمان پر خروج کیا جائے۔
سنی حوالہ: طبقات ابن سعد (اردو، نفیس اکیڈمی) جلد دوم، صفحہ ۱۷۷

اور متعدد سنی مورخین نے جناب عمار یاسر کا یہ واقعہ بھی نقل کیا ہے:

جب عثمان کے قتل کی اطلاع عائشہ کو ملی تو انہوں نے روتے ہوئے کہا عثمان پر اللہ رحم کرے وہ قتل ہو گئے۔ حضرت عمار بن یاسرؓ نے کہا تم ہی لوگوں کو اُن کے (عثمان) کے خلاف ورغلاتی تھیں اور آج رو رہی ہو۔ (فقال لها عمار یاسر: انت بالامس تحرضین علیه ثم انت الیوم تبکینه)

سنی حوالے:

۱) طبقات ابن سعد، طبع لیدن، ج ۵، صفحہ ۲۵
۲) طبری، جلد ۵، صفحہ ۱۴۰، ۱۶۶، ۱۷۲ اور ۱۷۶
۳) انساب الاشراف، البلازری، جلد ۵، صفحہ ۷۰، ۷۵ اور ۹۱

ابن اثیر نے ابن زبیر کا عائشہ کو بہکانا بھی نقل کیا ہے:

کان الذی ازام المومنین علی الخروج ابن زبیر
یعنی عائشہ کو خروج کے لئے ابن زبیر نے بھڑکایا تھا۔
حوالہ: النہایة فی غیرب الحدیث، جلد ۱، صفحہ ۴۸
۲) غریب الحدیث الحربی، جلد ۳، صفحہ ۹۸۰ اور ۳۸

Presented by www.ziaraat.com

اور العقد الفرید، ج ۲، ص ۲۱۰ پر لکھا ہے:

> "مغیرہ بن شعبہ عائشہ کے پاس آیا۔ عائشہ نے اس سے کہا، "جنگ جمل میں جو تیر پھینکے گئے، ان میں سے کچھ تو مجھے چھوتے ہوئے گذرے۔" مغیرہ نے جواب دیا، "اگر ایک تیر بھی تمہیں لگ کر قتل کر دیتا تو یہ اس بات کی توبہ ہوتی کہ تم نے لوگوں کو عثمان کے قتل پر اکسایا کرتی تھیں۔"

ابن قیتبہ اپنی کتاب "الامامہ و السیاسہ" کی صفحہ ۵۵ پر تحریر کرتے ہیں:

> جب مقام اوطاس میں حضرت عائشہ سے مغیرہ ابن شعبہ کی ملاقات ہوئی تو اس نے آپ سے دریافت کیا کہ:
> اے ام المومنین کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا بصرے کا کہا کہ وہاں کیا کام ہے ؟فرمایا خون عثمان کاقصاص لینا ہے اس نے کہا کہ عثما ن کے قاتل تو آپ کے ہمراہ ہیں .پھر مروان کی طرف متوجہ ہوا ,اور پوچھا کہ تمہارا کہا ں کا ارادہ ہے؟اس نے کہا کہ میں بھی بصرہ جارہا ہوں کہا کس مقصد کے لیے؟ کہا کہ عثمان کے قاتلوں سے بدلہ لینا ہے اس نے کہا کہ عثمان کے قاتل تو تمہارے ساتھ ہی ہیں اور انہی طلحہ و زبیر نے تو انہیں قتل کیا تھا .

حضرت عائشہ کی دو رخی پالیسی کا ایک اور ثبوت

اللہ کی پناہ، حضرت عائشہ کا کردار بخدا بہت خطرناک تھا۔ ذیل میں ہم دو واقعات نقل کر رہے ہیں، اس کے بعد پڑھنے والوں سے استدعا ہے کہ وہ اللہ کے نام پر خود انصاف کریں۔

حضرت عائشہ کا عثمان کی مخالفت میں اہلِ مصر کو مظلوم قوم ماننا

خدا کی قدرت دیکھئے کہ سب سے پہلے حضرت عائشہ کو غلط اطلاع ملی کہ عثمان قتل نہیں ہوئے ہیں، بلکہ عثمان نے اہلِ مصر کو قتل کر دیا ہے۔ اس خبر پر حضرت عائشہ کا ردِ عمل قابل

Presented by www.ziaraat.com

غور ہے:

ابن جریر طبری نے عمر بن شعبہ سے، انہوں نے ابوالحسن المدنی سے، انہوں نے صحیم سے، انہوں نے عبید بن عمر القراشی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ:

> حضرت عائشہ جب حج کے ارادہ سے مدینہ سے چلیں تو اُس وقت حضرت عثمان محصور تھے۔ مکہ میں اُن (حضرت عائشہ) کے پاس ایک شخص اخضر نامی پہنچا۔ حضرت عائشہ نے اُن سے دریافت کیا کہ مدینہ میں لوگوں نے کیا کیا؟ اخضر نے کہا کہ عثمان نے سب مصریوں کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت عائشہ نے یہ سنتے ہی انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور پھر فرمایا کیا اس قوم (اہلِ مصر) کو قتل کیا جا سکتا ہے جو حق طلب کرنے آئی ہو، اور ظلم کی منکر ہو؟
> خدا کی قسم! ہم عثمان کے اس فعل پر ہر گز خوش نہیں ہیں۔
> اس کے بعد مدینہ سے ایک اور شخص آیا۔ حضرت عائشہ نے اس سے سوال کیا کہ مدینہ میں لوگوں نے کیا کیا۔ اس شخص نے بتایا کہ مصریوں نے حضرت عثمان کو قتل کر دیا ہے۔ اس پر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اخضر پر تعجب ہے کہ اس نےقاتل کو مقتول اور مقتول کو قاتل بنا دیا ہے۔ اس کے بعد سے یہ ضرب المثل مشہور ہو گئی کہ یہ شخص تو اخضر سے بھی زیادہ جھوٹا ہے۔
> تاریخ طبری، اردو ایڈیشن، جلد ہفتم، صفحہ ۴۵۸
> تاریخ طبری، انگلش ایڈیشن، جلد ۱۶، صفحہ ۳۹

حضرت عائشہ کا مولا علیؑ کی مخالفت میں اہلِ مصر کو حق طلب قوم سے فتنہ گر و باغی بنا دینا

اگلی روایت پیش کرنے سے پہلے محترم پڑھنے والوں سے استدعا ہے کہ یہ بات ذہنوں میں رکھیں:

- حضرت عائشہ نے ابھی اوپر والی روایت میں حضرت عثمان کی مخالفت میں اہلِ مصر کو حق طلب قوم اور ظلم کی منکر قوم قرار دیا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

- پھر حضرت عائشہ کی ملاقات ابن عباس سے ہوتی ہے اور وہ اُن سے طلحہ بن عبید اللہ کی خلافت کی خواہش ظاہر کرتی ہیں۔
- ابن عباسؓ انہیں بتاتے ہیں کہ لوگ حضرت علیؑ کی بیعت کر کے انہیں خلیفہ بنانے والے ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت عائشہ کا کا موڈ بگڑ جاتا ہے۔
- پھر ام کلاب (عبد بن ابی سلمہ) آ کر حضرت عائشہ کو اس کی تصدیق کرتا ہے کہ اہلِ مدینہ نے مولا علیؑ کو خلیفہ چن لیا ہے۔

مولاعلیؑ کی خلافت کا سنتے ہی حضرت عائشہ غصے کے عالم میں فوراً مکہ پلٹتی ہیں اور وہاں جا کر یہ خطبہ دیتی ہیں کہ **اہلِ مصر حق طلب قوم اور ظلم کی منکر قوم نہیں، بلکہ فتنہ پرواز اور باغی قوم ہیں۔** ابن جریر طبری روایت کرتے ہیں:

> (مقامِ سرف پر حضرت عائشہ کی ملاقات ام کلاب سے ہوئی تو اُس نے حضرت عائشہ کو بتایا) کیا آپ جانتی ہیں کہ عثمان کو قتل کر دیا گیا ہے اور مدینہ آٹھ دن تک بغیر امیر کے رہا ہے؟ اس پر حضرت عائشہ نے پوچھا کہ پھر لوگوں نے کیا کیا؟ (ام کلاب) نے بتایا کہ اہلِ مدینہ نے مل کر علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ یہ سن کر حضرت عائشہ مکہ واپس لوٹ آئیں اور کسی سے اس دوران کوئی بات نہیں کی۔ ۔۔۔ (جب حضرت عائشہ حطیم میں پہنچیں تو بہت سے لوگ وہاں جمع ہو گئے)۔ حضرت عائشہ نے اُن سے خطاب کیا:
>
> اے لوگو، دوسرے شہروں سے آنے والے فتنہ گروں اور اہلِ مدینہ نے مل کر شہید عثمان پر الزام لگایا تھا کہ وہ فتنہ پھیلا رہا ہے اور اُس نے ایسے نوعمر لوگوں کو حاکم بنا دیا ہے جن کی ابھی دانت بھی نہیں نکلے ہیں۔ مگر ان نوجوانوں نے پہلے بھی اپنے آپ کو ثابت کیا ہے اور اُنکی حفاظت کی۔ اور یہ وہ چیزیں ہیں جو کہ پہلے ہو چکی ہیں اور ان کو ان نوجوانوں کے علاوہ کسی نے صحیح نہیں کیا۔ مگر یہ فتنہ گر حضرت عثمان کے خلاف ہو گئے اور اُن سے

Presented by www.ziaraat.com

اُنکی خلافت چھیننا چاہتے تھے۔ مگر ظاہر یہ کرتے تھے کہ وہ صرف اصلاح کی غرض سے آئے ہیں۔ مگر جب انہیں فتنہ پھیلانے کا کوئی بہانہ نہ ملا اور وہ عثمان میں کوئی برائی نہ ڈھونڈ سکے تو سرکشی اور بغاوت شروع کر دی۔ اس طرح لوگوں پر اُن کے قول و فعل کا تضاد واضح ہو گیا۔ [کاش کہ لوگوں پر حضرت عائشہ کے اقوال و افعال میں تضاد بھی عیاں ہو جاتا تو جمل میں ہزاروں مسلمانوں کا خون نہ بہتا]

۔۔۔(حضرت عائشہ آگے فرماتی ہیں) بخدا ان قاتلینِ عثمان کو قتل کر کے زمین بھر دی جائے تو بھی اس کے مقابلے میں عثمان کی ایک انگلی بہتر ہے۔ اس لئے میں آپ لوگوں کے اس اجتماع سے ان شر پسندوں کے خلاف مدد مانگتی ہوں اور انہیں سزا دینا چاہتی ہوں۔ [یہ تھی حضرت عائشہ کی چال لوگوں کو مولا علیؑ کے خلاف جنگ پر ابھارنے کی]

تاریخِ طبری، جلد ہفتم، صفحہ ۴۵۷ تا ۴۵۸

ہم اللہ کے نام پر انصاف کرنے والے اصحاب کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ حضرت عائشہ کی پالیسی میں یہ تبدیلی دیکھیں کہ:

- حق طلب کرنے والی قوم (اہلِ مصر) کسقدر جلد فتنہ گر اور شر پسندوں میں تبدیل ہو گئے۔
- اور ظلم کی منکر یہ قوم (اہلِ مصر) کسقدر جلد بغاوت کرنے والی قوم بن گئے۔
- اور یہ تبدیلی کتنی دیر میں پیش آئی؟؟؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ سرف کے مقام سے واپس مکہ میں داخل ہونے تک جتنی دیر لگتی ہے، اتنی دیر میں یہ تبدیلی پیش آ چکی تھی۔ (سرف کا مقام مکہ سے ٦ سے ١٢ میل کے فاصلے پر ہے)
- اور اس تبدیلی کی وجہ کیا تھی؟؟؟ جی ہاں، صرف اور صرف یہ خبر کہ لوگوں نے طلحہ بن عبید اللہ کی بجائے مولا علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کر کے انہیں خلیفہ بنا دیا ہے۔

اور ہم تو بس اللہ ہی کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

سپاہ صحابہ کی طرف سے حضرت عائشہ کا دفاع

سپاہ صحابہ کے ویب سائٹ پر انہوں نے ایک کتاب دی ہے جس کا نام ہے: "شیعہ کے ۲۰ سوالوں کا جواب"۔ اس جواب کو لکھنے والے سپاہ صحابہ کے عالم ہیں "مولانا محمد مہر میانوالی"۔یہ کتاب سپاہ صحابہ کے ویب سائٹ پر آن لائن بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

http://www.kr-hcy.com/tohfa/index ۲.shtml

ان سے سوال نمبر ۱۷ یہ پوچھا گیا تھا کہ:

> سوال ۱۷: حضرت بی بی عائشہ کے تعلقات خلافتِ عثمان کے وقت ان کے ساتھ کیسے تھے۔ کیا بی بی عائشہ نے یہ فرمایا تھا کہ اس نعثل بڈھے کو قتل کر دو، خدا اسے قتل کرے کہ یہ کافر ہو گیا ہے۔ اگر ایسا ارشاد فرما کر آپ مکہ تشریف لے گئیں تو حضرت علی (ع) کی ظاہری خلافت کا سن کر حضرت عثمان کو انہوں نے کیسے مظلوم تسلیم کر لیا؟ کیا حضرت علی (ع) سے بی بی عائشہ کو ذاتی رنخش نہ تھی۔ ارشاد فرمائیں کہ جنگ جمل حضرت عثمان کی حمایت میں ظہور پذیر ہوئی یا کہ حضرت علی (ع) کی دیرینہ دشمنی کا نتیجہ تھی؟

اس سوال کے جواب میں مولانا مہر میانوالی صاحب ایک لمبا بیان باندھتے ہیں کہ عثمان ان کے فرزند اور داماد تھے اور ان میں بہترین تعلقات تھے۔ پھر جنابِ عائشہ کے دفاع میں پہلی جو روایت بیان کرتے ہیں، وہ یہ ہے:

پہلی روایت

> "اشتر نخعی نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ اس شخص (عثمان) کے قتل کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا معاذ اللہ، میں اماموں کے امام کے قتل کا حکم کیسے دے سکتی ہوں۔ (طبقاتِ ابن سعد، ص ۳۵٦)

Presented by www.ziaraat.com

تبصرہ:

یہ روایت جنابِ عائشہ کا دفاع کرنے کی بجائے الٹا اس حقیقت کو واضح کر رہی ہے کہ انہوں نے عثمان کے قتل کے بعد اپنی پالیسی تبدیل کر لی تھی اور عثمان کی حمایت شروع کر دی تھی۔ اسی لیے تو لوگ حیرت کے ساتھ آ کر ان سے اس کے متعلق پوچھتے تھے (جیسا کہ جنابِ اشتر نخعی نے آ کر دریافت کیا)۔ اور یہ بات جنابِ عائشہ کو بھی پتا تھی کہ لوگ ان کے ان سرگرمیوں کو نہیں بھولے ہیں، جو کہ انہوں نے عثمان کے قتل کے لیے کی تھیں۔ اسی لیے (چور کی داڑھی میں تنکا کے مصداق) فوراً اپنی صفائی پیش کرتی ہیں کہ: "بھلا میں کیسے اماموں کے امام کے قتل کا حکم دے سکتی ہوں"

دوسری روایت:

پھر مہر محمد میانوالی صاحب جنابِ عائشہ کے دفاع میں دوسری روایت پیش کرتے ہیں:

> "حضرت عائشہ نے ایک دفعہ عثمان کے تذکرے میں فرمایا: خدا کی قسم میں نے کبھی یہ پسند نہیں فرمایا کہ عثمان کی کسی قسم کی بے عزتی ہو۔ اگر ایسا کبھی میں نے پسند کیا ہو تو ویسی ہی میری بھی ہو۔ خدا کی قسم میں نے کبھی پسند نہیں کیا کہ وہ قتل ہو جائیں۔ اگر کیا ہو تو میں بھی قتل ہو جاؤں۔ ۔۔۔ (کتاب خلق الافعال العباد ، ص ۷٦ پر امام بخاری نے جناب عائشہ کی یہ تقریر نقل کی ہے (بحوالہ سیرتِ سیدہ عائشہ، ص ۱۲۱، از سید سلیمان ندوی، جو کہ شبلی نعمانی کے شاگرد تھے)۔

تبصرہ:

اللہ اکبر! یہ روایت تو پھر اس بات کا ثبوت دے رہی کہ جناب عائشہ عثمان کے مخالف سرگرمیوں میں ملوث تھیں اور اپنے پر سے یہ الزام دھونا چاہتی تھیں۔ اسی لیے تو کہہ رہی ہیں کہ:

Presented by www.ziaraat.com

"۔۔۔ اگر میں نے عثمان کی بےعزتی کی ہو تو خدا میری بھی ایسی بے عزتی کرے۔۔۔۔۔ اگر میں نے عثمان کے قتل کو پسند کیا ہو تو اللہ مجھے بھی قتل کرے۔۔۔"

یہ کلام تو ایسے شخص کا ہی کلام ہو سکتا ہے کہ جس کے دل میں چور ہو (یا جس چور کی داڑھی میں تنکا ہو) اور جس کے اوپر لوگ جرم کا الزام لگا رہے ہوں اور وہ اپنی صفائی پیش کرنا چاہتا ہو۔ ورنہ عثمان کے تذکرے میں یہ اپنا تذکرہ کرنے کی حضرت عائشہ کو کیا ضرورت تھی؟

پھر محمد مہر میانوالی صاحب اس حدیث پر بحث کرتے ہیں کہ جس میں جناب عائشہ نے عثمان کو نعثل کہا تھا۔ مولانا صاحب کہتے ہیں کہ بہت تلاش بسیار کے بعد ان کو یہ روایت طبری میں مل گئی (حالانکہ یہ اور بہت سی سنی کتب میں بھی موجود ہے) ، مگر حضرت عائشہ پر یہ شیعہ جھوٹ لگا رہے ہیں کہ انہوں نے عثمان کو نعثل کہا کونکہ اس روایت کے راوی قابلِ اعتماد نہیں۔

مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کے بعد خود ہی ایک اور روایت نقل کرتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ شروع میں جنابِ عائشہ حضرت عثمان پر نقطہ چینی کیا کرتی تھیں کیونکہ وہ بلوائیوں کی باتوں میں آ گئی تھیں۔ مگر حقیقت پتا چلنے کے بعد انہوں نے یہ روش ترک کر دی۔

تیسری روایت

مولانا صاحب یہ تیسری روایت عبد ابن ام کلاب سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے جنابِ عائشہ سے کہا کہ آپ قتلِ عثمان کا قصاص کیوں لینا چاہتی ہیں، جبکہ آپ نے ان پر نقطہ چینی کی تھی۔

فرمانے لگیں: بلوائیوں نے حضرت عثمان سے توبہ کرائی۔ پھر انہیں شہید کر دیا۔ اور میں نے یہ بات اس وقت کہی تھی جب بلوائیوں نے ان کے متعلق یہ بیان کیا تھا۔ مگر میری آخری بات پہلی بات سے بہتر ہے۔"(طبری، ج ۴، ص ۴۵۹)

طبری، جلد سوم، صفحہ ۴۵۷ (تحریف)

Presented by www.ziaraat.com

تبصرہ (سپاہ صحابہ کے مولانا صاحب کی طرف سے روایت میں زبردست قسم کی تحریف):

- نہ حضرت عائشہ نے یہ کہا کہ: "میں پہلے بلوائیوں کی باتوں میں آ گئی تھی"، بلکہ یہ کہا کہ "اگر میں عثمان کو نعثل کہہ کر قتل کرنے کا کہتی تھی، تو یہ بات تو دوسرے سب بھی کہتے تھے۔
- اور نہ ہی راوی (عبداللہ ابن ام کلاب) حضرت عائشہ کی ان باتوں میں آیا، بلکہ اُس نے کھل کر اس موقع پر حضرت عائشہ کی تکذیب کی۔

ہم تاریخِ طبری کی یہ مکمل روایت پوری دیانت کے ساتھ پیش کر رہے ہیں تاکہ پڑھنے والے خود دیکھ سکیں کہ مولانا محمد مہر میانوالی صاحب نے کسقدر تحریف سے کام لیا ہے۔ بیشک اللہ جھوٹ بولنے والوں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا۔

علی بن احمد العجلی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ جب مکہ سے واپس لوٹ رہی تھیں اور سرف کے مقام پر پہنچیں تو وہاں عبد بن ام کلاب ان سے ملنے آیا جس کے باپ کا نام ابو سلمہ تھا، لیکن وہ اپنی ماں کی جانب سے منسوب کیے جاتے تھے۔ حضرت عائشہ نے اُن سے کہا کہ اچھا ہوا کہ تم یہاں آئے ہو۔ عبد بن ابی سلمہ نے کہا کہ مدینہ میں عثمان کو قتل کر دیا گیا ہے اور آٹھ دن تک مدینہ بغیر کسی خلیفہ کے رہا ہے۔ اس پر حضرت عائشہ نے کہا کہ پھر لوگوں نے کیا کیا؟ عبد نے جواب دیا کہ اہلِ مدینہ نے مشاورت کے بعد آخر کار ایک بھلا کام کیا ہے کہ اُن سب نے مل کر علی بن ابی طالب کر بالاتفاق خلیفہ مان لیا ہے۔
اس پر بے ساختہ آپ کی زبان سے نکلا » لیت ان هذٰا انطبقت علی هذه ان لم الامر لصاحبک ردونی ردونی« اگر تمہارے ساتھی کی بیعت ہو گئی ہے تو کاش یہ آسمان زمین پر پھٹ پڑے (یعنی اس مصیبت پر قیامت آ جائے) مجھے اب مکہ ہی کی طرف جانے دو.
چنانچہ آپ نے مکہ کی واپسی کا تہیّہ کر لیا اور فرمانے لگیں . » قتل

Presented by www.ziaraat.com

عثمان مظوما والله « خدا کی قسم عثمان مظلوم مارے گئے اور میں ان کے خون کا انتقام لے کر رہوں گی۔ زمین و آسمان بدلا ہوا دیکھا تو عبد ابن ام کلاب نے حیرت سے کہا کہ یہ آپ کیا فرما رہی ہیں . آپ تو فرمایا کرتی تھیں . » اقتلوہُ نعثلا فقد کفر « اس نعثل کو قتل کر دو یہ کافر ہو گیا. آ پ نے فرمایا میں کیا سب ہی لو گ یہ کہا کرتے تھے مگر چھوڑ ان باتوں کو جو میں اب کہہ رہی ہو ں وہ سنو . وہ زیادہ بہتر اورزیادہ قابل توجہ ہے. بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ پہلے تو ان سے توبہ کرنے کے لئے کہا جاتا ہے اور پھر اس کا موقع دیئے بغیر انہیں قتل بھی کر دیا جاتا ہے. اس پر ابن ابی سلمہ نے آپ سے مخاطب ہو کر یہ شعر پڑھے.

فمنک البداء و منک الغیر و منک الریاح و منک المطر

»آپ ہی نے پہل کی اور آپ ہی نے (مخالفت کے) طوفانِ بادو باراں اٹھائے اور اب آپ ہی اپنا رنگ بدل رہی ہیں .

و انت امرت بقتل الامام و قلت لنا انه قد کفر

» آپ ہی نے خلیفہ کے قتل کا حکم دیا اور ہم سے کہا کہ وہ کافر ہو گئے ہیں.«

فھبنا اطعناک فی قتله وقاتله عندنا من امر

» ہم نے مانا کہ آپ کا حکم بجا لاتے ہوئے یہ قتل ہمارے ہاتھوں سے ہوا مگر اصلی قاتل تو ہمارے نزدیک وہ ہے جس نے اس کا حکم دیا ہو.«

و لم یسقط السقف من فوقنا و لم ینکسف شمسا والقمر

» (سب کچھ ہو گیا مگر) نہ آسمان ہمارے اوپر پھٹا, اور نہ چاند سورف کو گہن لگا.«

Presented by www.ziaraat.com

و قد بایع الناس ذا تدرئ یزیل الشبا و یقیم الصغر

» اور لوگوں نے اس کی بیعت کر لی جو قوت و شکوہ سے دشمنوں کو ہنکانے والا ہے . تلواروں کی دھاروں کو قریب پھٹکنے نہیں دیتا اور (گردن کشوں کے) بل نکال دیتا ہے . «

و یلبس للحرب اتوا بھا   وما من و فی قد غدر

» اور لڑائی کے پورے سازو سامان سے آراستہ رہتا ہے اور وفا کرنے والا غدار کے مانند نہیں ہو ا کرتا.
اس کے بعد حضرت عائشہ مکہ میں لوٹ آئیں اور مسجد پہنچ کر اپنی سواری سے نیچے اتر آئیں۔ اسکے بعد انہوں نے حطیم جانا چاہا اور وہاں اُن کے لئے پردے کا انتظام کر دیا گیا۔ اور بہت سے لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ حضرت عائشہ نے اُن لوگوں سے کہا کہ عثمان کو مظلوم قتل کر دیا گیا ہے اور میں قسم کہا کر کہتی ہوں کہ میں اُن کے خون کا قصاص ضرور لوں گی۔

ذیل میں ہم دیوبندی ادارے "دارالاشاعت" کا اس روایت کا عکس پیش کر رہے ہیں (جس میں بذاتِ خود تحریف کی گئی ہے اور "نعثل" کے الفاظ کو غائب کر دیا گیا ہے۔ مگر پھر بھی باقی ترجمہ غنیمت ہے اور حقیقت کو واضح کر دے گا۔ انشاء اللہ)
تاریخ طبری، اردو ایڈیشن، جلد سوم ، صفحہ ۴۷۰

جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ "دارالاشاعت" کے اس ترجمہ میں حضرت عائشہ کے یہ الفاظ تحریف کر دیے گئے ہیں » اقتلوہٗ نعثلا فقد کفر « (اس نعثل کو قتل کر دو کہ یہ کافر ہو گیا ہے)۔ قارئین کی سہولت کے لئے ہم اس روایت کا یہاں انگریزی امیج بھی پیش کر دیا ہے تاکہ وہ اسکا موازنہ "دارالاشاعت" کے ترجمہ سے کر سکیں۔
تاریخ طبری، انگلش ایڈیشن، جلد ۱۶، صفحہ ۵۲

حضرت عائشہ کا پہلا قول بمقابلہ دوسرا قول

حضرت عائشہ کو پہلا قول یہ تھا:

Presented by www.ziaraat.com

اس نعثل کو قتل کر دو که یه کافر ہو گیا ہے

یقیناً ایک فتنه تھا اور اسی کی وجه سے عثمان قتل ہوا۔

پھرحضرت عائشه کا دوسرا قول یه تھا:

» قتل عثمان مظوما والله « خدا کی قسم عثمان مظلوم مارے گئے اور میں ان کے خون کا انتقام لے کر رہوں گی۔

اگر انصاف سے کام لیا جائے تو بخدا یه اس کے سوا اور کچھ نہیں که "نو سو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی"۔

اور یه دوسرا قول پہلے قول سے کہیں گنا بڑھ کر فتنه تھا۔ پہلے قول کی وجه سے تو صرف ایک شخص عثمان کا قتل ہوا۔ مگر اسے دوسرے قول کے فتنے کی وجه سے جنگِ جمل میں کئی ہزار مسلمانوں کا خون بہا۔

اور اس دوسرے قول کی وجه صرف اور صرف اُن کی مولا علیؑ سے نفرت تھی جو انہوں نے خود اس دوسرے قول سے قبل بیان بھی کر دی، یعنی:

۔ ۔ ۔ اس پر بے ساخته آپ کی زبان سے نکلا » لیت ان هٰذا انطبقت علی هذه ان لم الامر لصاحبک ردونی ردونی« اگر تمہارے ساتھی (یعنی مولا علیؑ) کی بیعت ہو گئی ہے تو کاش یه آسمان زمین پر پھٹ پڑے (یعنی اس مصیبت پر قیامت آ جائے) مجھے اب مکه ہی کی طرف جانے دو.

اور یاد کریں که حضرت عائشه نے بعینه یہی الفاظ حضرت ابن عباس سے بھی کہے جب انہوں نے کہا تھا که طلحه کی جگه لو گ تو صرف علیؑ کو خلیفه منتخب کریں گے (یه روایت ہم اوپر نقل کر چکے ہیں)۔

چنانچه حضرت عائشه کا یه دوسرا قول ہرگز ہرگز پہلے قول سے بہتر نہیں تھا، بلکه کئی گنا بڑا فتنه تھا۔ اور بخدا اگر انصاف سے کام لیا جائے تو یه صرف اور صرف اس کے مصادق ہے که:

Presented by www.ziaraat.com

"نو سو چوہے کھا کر بلی حج کو گئی۔ اور حج سے واپس آ کر مزید ہزاروں چوہوں کو کھا گئی۔"

اور یہ جو جنابِ عائشہ/مولانا مہر میانوالی کہہ رہے ہیں کہ بلوائیوں نے حضرت عثمان سے توبہ کروا لی تھی، تو یاد رکھئیے کہ یہ اشارہ مولا علی (ع) کی طرف ہے کیونکہ روایات کے مطابق مولا علی (ع) نے عثمان کو راضی کیا تھا کہ وہ لوگوں کے جائز مطالبات ماننے کا منبر سے اعلان کر دیں تا کہ لوگ ان کے خلاف بغاوت کرنے بعض آ جائیں۔ اس پر عثمان نے منبر پر آ کر لوگوں سے ان باتوں کا وعدہ کیا۔ مگر بعد میں مروان کی باتوں میں آ کر اپنے اس وعدے سے پھر گئے۔ ہم اس کی انشاء اللہ پوری تفصیل آگے کے ابواب میں دیکھیں گے۔

چوتھی روایت

آخر میں مولانا صاحب جنابِ عائشہ کے دفاع میں آخری روایت پیش کرتے ہیں:

> "حضرت عائشہ نے یہ روایت بھی کی ہے کہ حضور (ص) نے حضرت عثمان سے فرمایا تھا۔ اے عثمان! اللہ اگر تجھے ایک دن بھی خلافت کی قمیض پہنائے اور یہ منافق اتروانا چاہیں تو اللہ کی اس پہنائی ہوئی قمیض کو کبھی نہ اتارنا۔ آپ (ص) نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ راوی نے کہا کہ اے اماں جان (بی بی عائشہ)، قتل والے دن آپ نے یہ حدیث کیوں نہ سنائی؟ فرمایا کہ بھول گئی تھی۔(ابن ماجہ، ص ۱۱)۔
>
> حافظ ابن کثیر نے اس روایت کو البدایہ والنہایہ میں مختلف طریقوں سے نقل کیا ہے، جلد ہفتم، صفحہ ۳۵٦

تبصرہ:

اللہ اکبر! محترم قارئین، جنابِ عائشہ نے عثمان کے قتل کے بعد فوراً اپنی پالیسی تبدیل کر لی تھی۔ اور عثمان کو مظلوم ثابت کرنے کے لیے انہوں نے یہ حدیث گھڑی تھی تا کہ لوگوں کو عثمان کی مظلومیت دکھا کر انہیں قصاصِ عثمان لینی کے نام پر لڑائی کے لیے اکسایا جائے۔

Presented by www.ziaraat.com

مگر کیا کریں کہ کچھ لوگ واقعی بےوقوف اور احمق نہیں تھے اور جنابِ عائشہ کی ان چالوں کو سمجھ رہے تھے۔ اسی لیے راوی سوال کرتا ہے کہ اگر یہ بات ہے تو آپ نے یہ حدیث قتل والے دن کیوں نہ پیش کی۔ اس پر جنابِ عائشہ کیسا بودا بہانہ بنا رہی ہیں کہ قتل والے دن وہ یہ حدیث بھول گئیں تھیں۔

محترم قارئین! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنی اہم حدیث کو اتنے اہم دن بھول جایا جائے؟ اور دلچسپ بات یہ ہے کہ عثمان کا یہ محاصرہ چالیس (۴۰) سے زیادہ دنوں تک جاری رہا اور لوگ عثمان کے تن سے خلافت کی قمیض اتارنے کی دھمکیاں دیتے رہے۔ تو کیا جنابِ عائشہ کو یہ حدیث پورے اس عرصہ میں یاد نہیں آئی؟ اور پھر یکایک انہیں یہ حدیث اس وقت یاد آ جاتی ہے جب انہیں لوگوں کو قتلِ عثمان کے لیے مولا علیؑ کے خلاف لڑائی پر اکسانا ہوتا ہے؟

لا حول واللہ قوۃ۔

اور یاد رہے کہ اس خلافت کی قمیص والی بات سب سے پہلے عثمان نے کہی تھی اور بغیر رسول ﷺ کی طرف منسوب کیے کہی تھی ۔ جب عثمان نے مالک اشترؓ کو بلایا تو انہوں نے عثمان کو کہا اگر وہ خلافت سے دستبردار ہو جائیں تو یہ بغاوت ختم ہو جائے گی۔ اس پر عثمان نے کہا:

> مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میری گردن اڑا دی جائے بہ نسبت اس بات کے کہ میں اس قمیض (خلافت) کو اتاروں جو اللہ نے مجھے پہنائی ہے۔
>
> تاریخِ طبری، جلد سوم، حصہ اول، صفحہ ۳۸۱، عہد عثمانی، سن ۳۵ ہجری کے واقعات

بلکہ یہ اکیلا موقع نہیں ہے جب عثمان نے یہ قمیض والا قول کہا ہو، بلکہ تاریخ میں شروع دن سے جب بھی مخالفینِ عثمان اُس سے خلافت سے معزول ہونے کا مطالبہ کرتے، تو عثمان ہمیشہ اپنی طرف یہ قول منسوب کر کے کہتا کہ میں اُس قمیض کو نہیں اتاروں گا جو اللہ نے مجھے پہنائی ہے۔
اور اس سارے عرصے میں ایک بھی مرتبہ عثمان نے یہ قول رسول ﷺ کی طرف نہیں منسوب کیا، بلکہ ہمیشہ اسے اپنی طرف ہی منسوب رکھا۔

Presented by www.ziaraat.com

مگر حضرت عائشه نے عثمان کے اس قمیصِ والے قول کو لیکر اسے رسولﷺ سے منسوب کر دیا تاکه لوگوں کو مولا علیؑ کے خلاف بھڑکا سکیں اور طلحه (جو انکا رشته دار تھا) کے لئے خلافت کی راہ ہموار کی جا سکے۔

اور ادھر ناصبین ہیں که حضرت عائشه کا قتلِ عثمان میں پورے کردار کو یکسر نظر انداز کر کے سارا کا سارا الزام ساڑھے بارہ سو سالوں سے شیعوں پر دھرتے آ رہے ہیں جبکه انکے پاس سیف کذاب سے پاک ایک بھی روایت ایسی نہیں ہے که جس سے ثابت ہوتا ہو که یه شیعه تھے که جنہوں نے قتلِ عثمان میں ذرا سا بھی حصه لیا ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

باب ۴ ۔چند دوسرے صحابہ جو عثمان کے قتل میں ملوث تھے

حیرت ہے کہ لوگ عمرو بن العاص جیسے لوگوں کا قتل عثمان میں کردار کو بھول کر سارا الزام یہودیوں پر ڈالتے ہیں۔ جبکہ یہ شخص اتنا چالاک تھا کہ کسی زمانے میں ایسا چالاک یہودی نہ گذرا ہو گا۔ اور اس کے پاس عثمان کو قتل کرنے کی تمام وجوہات موجود تھیں۔

خلیفہ دوم عمر کے زمانے میں یہ مصر کا حاکم مقرر تھا۔ جب عثمان خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اسکو معزول کر کے اپنے دودھ شریک بھائی عبد اللہ ابن سعد کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا۔ اس برطرفی پر یہ عثمان کا شدید مخالف ہو گیا۔

ابن عبد البر اپنی کتاب الاستیعاب، ج۳، ص۳۲۲ پر تحریر کرتے ہیں:

> روایت کی ہے خلف بن قاسم نے، انہوں نے الحسن سے، انہوں نے الدلبی سے، انہوں نے ابو بکر الوجہی سے اور انہوں نے اپنے والد سے کہ:
> سن ۲۵ ہجری میں مصر سے ملحقہ علاقے میں بغاوت ہو گئی۔ چنانچہ عمرو بن العاص نے اس کو علاقے کو فتح کی اور جنگ جیت کر لوگوں کو قیدی غلام بنا لیا۔
> عثمان نے حکم دیا کہ ان قیدی غلاموں کو واپس کر دیا جائے جن کا تعلق گاؤں سے ہے (اور جنگ میں جن کا حصہ نہیں تھا) کیونکہ عثمان کے نزدیک یہ ناجائز بات تھی۔
> پھر عثمان نے عمرو بن العاص کو معزول کر کے عبداللہ ابن سعد بن ابی سرح کو وہاں کا امیر مقرر کر دیا۔ اور یہ عثمان اور عمرو بن العاص میں نفرت کی ابتدا تھی۔
> (علامہ ابن عبدالبر یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ)
> "جب عثمان نے عمرو بن عاص کو مصر کی امارت سے علیحدہ کیا

Presented by www.ziaraat.com

تو وہ لوگوں کو ان کے خلاف بھڑکانے لگا اور ان پر زبان طعن کھولنے لگا۔"

اس نے اس پر بس نہیں کیا اور طیش میں آ کر اپنی بیوی ام کلثوم بنت عقبہ کو جو حضرت عثمان کی مادری بہن تھیں، طلاق دے دی۔ اس پر عثمان نے عمرو کو سخت الفاظ میں برا بھلا کہا۔ لیکن اس سے عمرو کا رویہ اور باغیانہ ہو گیا۔ وہ طلحہ و زبیر سے مل کر عثمان کے خلاف سازشیں کرنے لگا۔ وہ حجاج سے ملا کرتا تھا اور انہیں عثمان کی گمراہیوں کی داستانیں سنایا کرتا تھا۔

جب عثمان کے خلاف نفرت کا علاؤ جل اٹھا، تو یہ مدینے سے نکل کر فلسطین میں اپنے قصر میں واپس آ گیا۔ وہاں یہ ہر آنے والے سے مدینے کی صورتحال دریافت کرتا تھا۔

امام طبری نے واقدی سے، اُس نے عبداللہ ابن جعفر سے، اُس نے ابو عون سے جو کہ مسوار کا مولی تھا، سے نقل کیا ہے:

عمرو بن العاص اُس وقت مصر کا گورنر تھا اور عثمان نے انہیں خراج سے معزول کر کے صرف نماز پڑھانے پر مقرر کر دیا اور عبد اللہ ابن سعد کو خراج وصول کرنے کا حاکم مقرر کر دیا اور پھر کچھ عرصے کے بعد دونوں امور پر عبد اللہ بن سعد ہی کو حاکم مقرر کر دیا گیا۔

اس پر عمرو بن العاص مدینہ واپس آیا اور عثمان پر بڑھ چڑھ کر تنقید اور اعتراضات کرنے لگا اور جب اس کی اطلاع عثمان کو ہوئی تو عثمان نے انہیں بلوا کر خلوت میں پوچھا کہ اے ابن النابغہ! تم تو مختلف صورتیں بدل رہے ہو، خدا کی قسم اگر تمہارے اندر بغض و کینہ نہ ہوتا تو تم یہ باتیں ہرگز نہ کرتے۔ عمرو بن العاص نے کہا عوام جتنی باتیں کرتے ہیں اور جن باتوں کو اپنے حکام تک پہنچاتے ہیں ان میں سے اکثر جھوٹ ہوتی ہیں۔ اس لئے اے امیرالمومنین، تم اپنی رعایا کے حقوق کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ عثمان نے کہ خدا کی قسم میں تمہاری کمزوریوں اور تمہارے

Presented by www.ziaraat.com

خلاف شکایتوں کے باوجود تمہیں امیر مقرر کیا۔ عمرو بن العاص نے کہا میں عمر ابن خطاب کے زمانہ میں بھی امیر تھا اور وہ آخر دم تک مجھ سے خوش رہا۔ عثمان نے کہا اگر میں بھی اس طرح سختیاں کرتا رہتا جس طرح عمر تم پر کیا کرتا تھا تو تم سیدھے رہتے۔ مگرمیں نے تمہارے ساتھ نرمی کی اور اسی نرمی کا نتیجہ ہے کہ تم لوگ آج مجھ پر ایسے طعن و تشنیع کر رہے ہو۔ خدا کی قسم، میں دورِ جاہلیت میں بھی تم سے معزز تھا اور خلیفہ مقرر ہونے سے میری عزت میں اور بھی اضافہ ہوا ہے۔ عمرو بن العاص نے کہا تم ان باتوں کو جانے دو اور خدا کا شکر کرو کہ اس نے ہمیں حضرت محمد (ص) کے ذریعہ عزت بخشی اور ان کے ذریعہ ہمیں ہدایت دی، ورنہ میں عاص بن وائل (یعنی اپنے باپ) کو بھی دیکھا ہے اور تمہارے باپ عفان کو بھی دیکھ چکا ہوں۔ بخدا! عاص تمہارے باپ سے زیادہ شریف تھا۔ اس پر عثمان شرمندہ ہو گیا اور کہنے لگا ہمیں دورِ جاہلیت کی باتیں نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے بعد عمرو بن العاص چلا گیا (اور عثمان کے خلاف لوگون کو بھڑکانا شروع کر دیا)۔ اور مروان آیا اور کہنے لگا، کہ اے امیر المومنین! کیا اس حد تک آپ کی ذات پر حملہ ہونے لگا ہے کہ عمرو بن العاص آپ کے باپ کا تذکرہ کرتا ہے؟

راوی آگے کہتا ہے جب عمرو بن العاص وہاں سے نکلا تو وہ عثمان سے بہت دشمنی رکھنے لگا۔ کبھی وہ علیؑ کے پاس آتا اور انہیں عثمان کے خلاف بھڑکاتا اور کبھی طلحہ اور زبیر کے پاس جاتا اور اُن کے سامنے عثمان کی برائیاں بیان کرتا اور اُن دونوں کو عثمان کے خلاف اکساتا۔ اور کبھی وہ حاجیوں کے پاس جاتا اور انہیں عثمان کے متعلق نئی نئی باتیں سناتا۔

جب عثمان کے خلاف پہلا محاصرہ ختم ہوا تو عمرو بن العاص مدینے سے نکل کر فلسطین چلا گیا اور وہاں اسبع کے مقام پر اپنے قصر عجلان میں مقیم ہو گیا اور وہ کہا کرتا تھا کہ ابن عفان کے

Presented by www.ziaraat.com

متعلق اب عجیب و غریب باتیں سنی جائیں گی۔

ایک دن ابن العاص اپنے محل میں اپنے دونوں بیٹوں محمد اور عبد اللہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور ان کےساتھ سلامت بن اوج جذالی بھی موجود تھا کہ اتنے میں ایک سوار وہاں سے گذرا۔ عمرو بن العاص نے اُس کو آواز دے کر روکا اور اُس سے پوچھا کہ وہ کہاں سے آ رہا ہے۔ وہ بولا مدینہ سے ۔ پھر پوچھا کہ اس شخص (عثمان) کا کیا حال ہے؟ سوار نے جواب دیا میں جب واپس آ رہا تھا تو وہ شدید محاصرہ میں تھا۔ کچھ دیر کے بعد ایک اور سوار وہاں سے گذرا تو عمرو بن العاص نے اسے بھی روک کر دریافت کیا کہ کہاں سے آ رہے ہو۔ اس نے کہ مدینے سے۔ پھر پوچھا اس شخص (عثمان) کا کیا حال ہے؟ اس سوار نے کہ کہ وہ شہید ہو گئے ہیں۔ اس پر عمرو بن العاص نے کہا جب میں کسی زخم کو چھیڑتا ہوں تو اسے پھوڑ کر ہی دم لیتا ہوں۔ میں ان کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتا رہا یہاں تک کہ میں نے پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چرانے والوں کو بھی اس کے خلاف بھڑکایا۔

اس پر سلامت بن روح جذامی نے کہا اے قریش کے لوگو! تمہارے اور عرب کی دوسری قوموں کے درمیان ایک مضبوط تعلق قائم تھا جسے آج تم نے توڑ دیا ہے۔ تو تم لوگوں نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا کہ ہم یہ چاہتے تھے کہ باطل کے چنگل سے حق کو چھڑا لیا جائے اور لوگوں کو حق حاصل کرنے کے یکساں مواقع فراہم ہوں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن العاص کا نکاح عثمان کی ایک سوتیلی بہن ام کلثوم بنتِ عقبہ بن ابی معیط سے ہوا تھا۔ مگر جب عثمان نے انہیں معزول کیا تو اُس نے اپنی بیوی (عثمان کی بہن) کو طلاق دیے دی۔

تاریخ طبری، انگلش ایڈیشن، جلد ۱۵، صفحہ ۱۷۰ تا ۱۷۲

تاریخِ طبری، اردو ایڈیشن جلد سوم، صفحہ ۳۶۵ تا ۳۶۶

Presented by www.ziaraat.com

اور ابن اثیر نے تاریخ کامل، ج۳، ص ۱۴۱ پر لکھا ہے:

"میں عبد اللہ کا باپ ہوں۔ میں نے وادی السباع میں رہتے ہوئے عثمان کو قتل کیا ہے۔ اگر طلحہ خلیفہ ہوئے تو وہ جود و سخا کے لحاظ سے عرب کے جوانمرد ہیں۔ اور اگر ابن ابی طالب کو خلافت ملی تو وہ حکمرانی سے اعتبار سے ناپسندیدہ شخصیت ہیں۔"

اور ابن جریر طبری نے موسیٰ بن عقبہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

واقدی کا بیان ہے کہ ابن ابی الزناد نےموسی بن عقبہ سے بحوالہ ابن ابی حبیبہ سے بیان کیا ہے کہ عثمان نے ایک دن تقریر کی تو عمرو بن العاص کھڑا ہوا اور کہا کہ اے امیر المومنین! آپ نے کئی ناخوشگوار باتیں کی ہیں اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ شریک ہو کر اس جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ اس لئے آپ توبہ کریں اور ہم بھی آپ کے ساتھ توبہ کریں گے۔
اس پر عثمان نے قبلہ رو ہو کر ہاتھ اٹھائے اور رو کر دعا کی۔
تاریخِ طبری، اردو ایڈیشن جلد سوم، صفحہ ۳۷۶،

اس روایت سے پتا چلتا ہے کہ بیشک عثمان نے جو غلطیاں کیں تھیں اُس پر لوگ اُس سے ناراض تھے۔ بلکہ عثمان کو بھی ان کی اچھی طرح خبر تھی اور اُس پر رو رو کر توبہ بھی کرتے تھے مگر مروان کی وجہ سے یہ غلطیاں پھر دہراتے تھے (مروان کے متعلق یہ روایات آگے آ رہی ہیں)۔

یہی روایت محمد بن عبداللہ سے بھی امام طبری نے نقل کی ہے:

۔۔۔عثمان نے مروان کے اس مشورہ پر عمل کرنے سے انکار کر دیا لیکن مروان اپنی بات پر ڈٹا رہا اور اصرار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ عثمان باہر نکل آیا اور منبر پر بیٹھ کر اللہ کہ حمد و ثناء بیان کی اور پھر کہا: اہلِ مصر کے پاس اپنے خلیفہ کی کچھ باتیں پہنچی تھیں وہ جھوٹ ہیں اور جن کی تحقیق کے لئے وہ یہاں آئے تھے۔ لیکن

Presented by www.ziaraat.com

جب انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ جو اطلاعات ملی تھیں وہ جھوٹ ہیں تو وہ اپنے ملک کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ اس موقع پر عمرو بن العاص (جو ان تیس افراد کے وفد میں شامل تھا جنہوں نے اہلِ مصر سے ملاقات کی تھی اور عثمان کی طرف سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کی شکایات پر عمل کریں گے) مسجد کے ایک کونہ سے پکار اٹھا اور کہا کہ اے عثمان!تم اللہ سے ڈرو اور توبہ کرو۔ ہم بھی تمہارے ساتھ توبہ کریں گے۔ اس پر عثمان نے انہیں مخاطب کیا اور کہا: تم ابھی تک ہوا سے بھر غبارے پھوڑ رہ ہو؟ خدا کی قسم! تم اپنے کام سے معزول ہونے کے بعد اس قسم کی حرکتیں کر رہے ہو۔

تاریخ طبری، انگلش ایڈیشن، جلد ۱۵، صفحہ ۱۷۷

اسی طرح انصار اور مہاجرین میں سے کئی اصحاب نے عثمان کی کھلم کھلا مخالفت کی۔ حتی کہ بدری صحابہ بھی عثمان کے خلاف اس تحریک میں شامل تھے اور انکو گمراہ و ضلالت میں مبتلا سمجھتے تھے۔

امام ابن عبد البر اپنی کتاب الاستیعاب، ج۴،ص۸۴ پر ذکر ابو الحسن مذانی میں لکھتے ہیں:

ابو الحسن مذانی رسول (ص) کے اصحاب میں سے تھے۔ اور یہ ان اصحاب میں سے تھے جو کہ "عقبہ" اور "بدر" کے موقع پر موجود تھے۔ قتل عثمان کے دن، زید بن ثابت نے مدینہ کے انصار سے کہا، "کیا ہم دوسری بار بھی اللہ کے انصار بن جائیں؟ ابو الحسن نے جواب دیا، "ہرگز نہیں! اللہ کی قسم ہم ہرگز تمہاری پیروی نہیں کریں گے۔ کیونکہ اگر ہم نے ایسا کیا تو ہمارا شمار قیامت کے دن ان لوگوں میں ہو گا جو یہ کہہ رہے ہوں گے کہ ہمارے سرداروں نے ہمیں گمراہ کیا۔"

اسی طرح العقد الفرید کے صفحہ ۲۱۵ پر درج ہے:

Presented by www.ziaraat.com

"جن لوگوں نے عثمان کو قتل کیا، ان کے سردار عبدالرحمن، حکیم اور عبد اللہ تھے۔ وہ مدینہ آئے اور مہاجرین اور انصار نے ان کے ساتھ مل کر عثمان کو گھیر لیا اور آخر میں قتل کر دیا۔"

وہ لوگ، جو مسلمانوں میں تفرقہ چاھتے ہیں، وہ عمرو بن العاص، طلحہ و زبیر، عائشہ اور دیگر مہاجرین اور انصار کو چھوڑ کر سارا الزام شیعوں پر لگاتے ہیں کہ انہوں نے عثمان کو قتل کیا۔ اور اللہ حقائق کو چھپانے والوں پر اپنی لعنت کرے۔ امین۔

کیا عبد اللہ بن سبا نے عثمان کے خلاف لوگوں کو خطوط لکھے؟

جی ہاں، یہ صرف اور صرف سیف ابن عمر کذاب ہے جس نے یہ الزام لگایا تھا کہ سبائیوں نے صحابہ کا نام لیکر جھوٹے خطوط لکھے تھے (ابن جریر طبری نے سن ۳۵ ہجری کے واقعات میں سیف کذاب سے دو روایات نقل کیں ہیں جس میں اس کذاب نے یہ الزام لگایا ہے)

اور ناصبین آج تک سیف کذاب کے اس جھوٹ کا پروپیگنڈہ کرتے آ رہے ہیں۔

مگر ان حضرات کو آج تک وہ خطوط نظر نہیں آئے جو صحابہ نے عثمان کے خلاف لکھے اور سیف کذاب سے پاک دوسری روایات میں نقل ہوئے:

امام ابن قتیبہ اپنی کتاب الامامہ و سیاسۃ، صفحہ ٦٤ پر لکھتے ہیں کہ جب طلحہ اور عائشہ بصرہ پہنچے تو ایک شخص طلحہ کے پاس آیا اور کہا:

"اے طلحہ، کیا تم اس خط کو پہچانتے ہو؟ طلحہ نے جواب دیا کہ ہاں۔ اس پر اس شخص نے کہا، "کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ کچھ دنوں پہلے ہی تم ہمیں خط لکھ کر عثمان کے خلاف اکساتے ہو اور اب ہم سے مطالبہ کر رہے ہو کہ عثمان کے قتل کے قصاص میں تمہارا ساتھ دیں؟"

ابن جریر طبری نے احمد بن زہیر سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے وہب بن جریر بن حازم سے، انہوں نے یونس بن یزید سے، انہوں نے زہری سے روایت کی ہے:

Presented by www.ziaraat.com

۔۔۔ عثمان بن حنیف نے طلحه و زبیر سے ان شرائط پر صلح کی که وہ علیؑ کو خط لکھیں گے اور اس کا جواب آنے تک وہی نماز کی امامت کرائیں گے۔

مگر طلحه و زبیر نے دو دن ہی انتظار کیا اور پھر اس کے بعد زابوقه کے مقام پر اُن پرحملہ کر دیا۔ اس حملے میں انہیں کامیابی ہوئی اور انہوں نے عثمان کو پکڑ لیا اور قتل کرنا چاہا۔ مگر پھر انصار کے ڈر سے قتل تو نہ کیا، مگر انہیں مارا پیٹا اور بال نوچ ڈالے۔

پھر طلحه اور زبیر اٹھے اور (اہلِ بصرہ) سے مخاطب ہو کر تقریر کرنے لگے اور کہا:

اے بصرہ کے لوگو! توبہ جرم کو ختم کر دیتی ہے۔ ہم تو امیر المومنین (عثمان) سے صرف یہ چاہتے تھے که وہ (شکایات) کو دور کریں۔ اور ہم نے یہ نہیں چاہا تھا که کوئی انہیں قتل کرے، مگر بیوقوف لوگ عقلمندوں پر غالب آ گئے اور انہوں نے عثمان کو قتل کر دیا۔

اس پر لوگوں نے طلحه کو جواب دیا:

"مگر اے ابو محمد! تمہارے خطوط جو ہمارے پاس آتے تھے، اُن سے تو کچھ اور ہی ظاہر ہوتا تھا؟"

اس پر (طلحه کی بجائے) زبیر لوگوں سے مخاطب ہوا اور کہاکه:

کیا تمہیں میری طرف سے بھی عثمان کے متعلق کوئی خط ملا تھا؟

پھر زبیر نے بیان کرنا شروع کیا که عثمان کیسے قتل ہوا اور اس سلسلے میں علیؑ کی برائیاں بیان کرنا شروع کیں۔

تاریخ طبری، انگلش ایڈیشن، جلد ۱۶، صفحہ ۶۸ تا ۶۹

بلادھوری نے انساب الاشراف، ج۲، ص۲۲۹ پر ایسی ہی روایت نقل کی ہے که:

عبد اللہ بن حاکم التمیمی نے طلحه پر الزام لگایا که وہ عثمان کے خلاف لوگوں کو خطوط لکھ کر اکسایا کرتا تھا اور طلحه نے اقرار کیا که اس نے یہ خطوط لکھے۔

Presented by www.ziaraat.com

العقد الفرید، ص ۲۱۸ پر درج ہے کہ مروان نے عائشہ کو کہا،

> "عثمان تمہارے خطوط کی وجہ سے مارا گیا ہے۔"

اور ابن سعد نے نقل کیا ہے:

> عائشہ سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان قتل ہوئے تو انہوں نے کہا کہ تم لوگ انہیں میل کچیل سے پاک صاف کپڑے کی طرح کر دیا (یعنی پہلے اپنی بدعتوں کی وجہ سے گندے تھے اور اب پاک صاف ہو گئے تھے) پہر ان کو مینڈھے کی طرح ذبح کر دیا۔ مسروق نے کہا کہ یہ آپ ہی کا تو عمل ہے۔ آپ ہی نے تو لوگوں کو خط لکھ کر اُن پر خروج کرنے کا حکم دیا تھا۔ عائشہ نے قسم کھائی کہ میں نے ایک لفظ نہیں لکھا۔ اعمش نے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ عائشہ کے حکم سے لکھا گیا تھا کہ عثمان پر خروج کیا جائے۔
> سنی حوالہ: طبقات ابن سعد (اردو، نفیس اکیڈمی) جلد دوم، صفحہ ۱۷۷

یہ صرف عائشہ و طلحہ ہی نہیں تھے جنہوں نے ایسے خطوط لکھے، بلکہ مدینے کے اور بہت سے دیگر صحابہ نے بھی دوسرے صوبوں میں ایسے خطوط لکھے کہ مدینہ آ کر عثمان کی مخالفت کرو۔

ابن جریر طبری نے جعفر بن عبداللہ ابن محمدی سے، انہوں نے عمرو سے، انہوں نے محمد بن اسحق سے، انہوں نے اپنے چچا عبدالرحمن بن یسار سے روایت کی ہے:

> محمد بن اسحاق اپنے چچا عبد الرحمن یسار کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے دیکھا کہ عثمان کیا کر رہے ہیں تو انہوں نے اصحاب رسول ص، جو کہ جہاد کے لیے سرحدی صوبوں میں بکھرے ہوئے تھے، کو خطوط لکھے کہ: "تم لوگ خدا کی راہ میں اور محمد کے دین کی خاطر جہاد کرنے کی غرض سے نکلے ہوئے ہو۔ تمہاری غیر موجودگی میں محمد کا دین تباہ و برباد ہو گیا

Presented by www.ziaraat.com

ہے۔ چنانچہ تم لوگ واپس مدینہ پلٹ آؤ اور آ کر محمد کے دین کو بچاؤ۔ چنانچہ وہ لوگ ہر سمت سے واپس آ گئے یہاں تک کہ انہوں نے (یعنی صحابہ نے) عثمان کو قتل کر دیا۔

سنی حوالہ: تاریخ طبری، جلد سوم، صفحہ ۳۷٦، سن ۳۵ ہجری کے واقعات

اسی طرح کا ایک صحابہ کے خطوط لکھنے کا یہی واقعہ ابن جریر طبری نے محمد بن عمر الواقدی کے حوالے سے بھی نقل کیا ہے، جنہوں نے عبداللہ ابن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ:

سن ۳۴ ہجری میں رسول ﷺ کے چند صحابہ نے دیگر اصحاب رسول ﷺ کو خطوط لکھے (جو کہ جہاد کی غرض سے دور دراز علاقوں میں گئے ہوئے تھے) کہ:

"تم لوگ واپس مدینہ چلے آؤ چونکہ اگر تمہیں جہاد ہی کرنا ہے تو جہاد یہاں ہمارےپاس مدینے میں ہی ہے۔"

اور ان لوگوں (اصحابِ رسول) نے عثمان کی برائیاں بیان کیں اور عثمان کے خلاف ایسی سخت ترین زبان استعمال کی کہ کسی اور کے لیے استعمال نہیں کی ہو گی۔ اور جب یہ اصحابِ رسول عثمان کے متعلق یہ آراء پیش کر رہے تھے اور سن رہے تھے تو کوئی ایسا نہیں تھا کہ جس نے انہیں اس سے منع کیا ہو یا اس سے روکا ہو سوائے چند ایک لوگوں کے جیسے زید بن ثابت، ابو اسید الساعدی، کعب ابن مالک اور حسان ابن ثابت۔

حوالہ: تاریخِ طبری، انگریزی ایڈیشن، جلد ۱۵، صفحہ ۱۴۰

[نوٹ: اداررہ دارالاشاعت کے اردو ایڈیشن میں اس روایت کی زبردست طریقے سے تحریف کی گئی ہے]

Presented by www.ziaraat.com

امام ابن جریر طبری نے جعفر سے، انہوں نے عمرو اور علی سے، انہوں نے حسین سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن اسحق سے، انہوں نے یحیی بن عباد سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے:

> اہلِ مدینہ نے عثمان کو خط لکھا اور اُس سے مطالبہ کیا کہ وہ توبہ کرے۔ اور ساتھ میں انہوں نے خدا کی قسم کھائی کہ اگر وہ ہرگز پیچھے نہیں ہٹیں گے جبتک کہ عثمان کو قتل نہ کر دیں یا پھر عثمان اپنے وعدے کے مطابق ان کے مطالبات کو پورا نہ کر دے۔
> تاریخِ طبری، انگلش ایڈیشن، جلد ۱۵، صفحہ ۱۸۷

صحابہ اور ان کی اولادوں نے مصریوں کی مدد کی کہ وہ عثمان کو قتل کریں

کنز الاعمال، ج٦، ص ٣٨۵، ذکر فضائل عثمان پر درج ہے کہ:

> "جب مصری افواج وہاں پہنچ گئیں اور عثمان کے خلاف بولنا شروع کر دیا تو عثمان کو بھی اس کی خبر ہوئی۔ اس پر عثمان منبر پر آئے اور کہا، "اے رسول (ص) کے صحابیو، تم پر اللہ کی لعنت ہو کہ میری بدگوئیاں کرتے ہو۔ تم میرے عیوب کو تو خوب اچھالتے ہو، لیکن میرے فضائل کو چھپاتے ہو۔

اور البدایہ، جلد ہفتم، صفحہ ۳۳۷ ذکر قتل عثمان پر لکھا ہے:

> "مصر میں صحابہ کی اولادوں نے مل کر ایک گروہ بنایا جو کہ لوگوں کو عثمان کے خلاف اکسایا کرتا تھا۔ اس گروہ کے سردار محمد بن ابی بکر تھے، جو کہ حضرت ابو بکر، خلیفہ اول کے بیٹے تھے۔ اور اس گروہ کے نائب قائد محمد بن ابی حذیفہ تھے جو کہ معاویہ کے کزن تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

مصر سے آنے والے گروہ کا سردار ایک بیعت رضوان میں شامل صحابی تھا

"رسول الله (ص) کے صحابی، عبد الرحمن ابن عدیس بیعت رضوان کے وقت موجود تھے اور انہوں نے بھی درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ اور وہ اس گروہ کے سردار تھے جو مصر سے آیا تھا اور جس نے عثمان کے گھر کا گھیراؤ کیا تھا اور انہیں قتل کیا تھا۔"

یہ روایت اہلسنت کی ان کتابوں میں موجود ہے:

الاستیعاب، ج۲، ص ۲۰۳

اسد الغابہ، ج۳، ص۴۴۴

الاصابہ فی معرفة الصحابہ، ج۲، ص۴۰۳

مروج الذهب، ج۲، ص۳۵۲

البدایہ و النہایہ، جلد ہفتم، صفحہ ۳۷۱ ذکر مقاتل عثمان پر درج ہے:

"عثمان کو قتل کرنے کے بعد انکے قاتلوں نے چاہا کہ ان کا سر تن سے جدا کر دیں۔ مگر عثمان کی صاحبزادی اور آپ کی دو ازواج نے چیخ و پکار شروع کر دی اور اپنا منہ پیٹنا شروع کر دیا۔ عبد الرحمن ابن عدیس نے کہا کہ عثمان کو اسی حالت میں چھوڑ دو اور پھر وہ وہاں سے چلے گئے۔"

معاویہ کے کزن، محمد بن ابی حذیفہ نے مصریوں کے ساتھ عثمان کے قتل میں نمایاں کردار ادا کیا

علامہ ابن البر اپنی کتاب الاستیعاب، ص۳۲۲ میں لکھتے ہیں:

"لوگوں کو عثمان کے خلاف بھڑکانے میں محمد بن ابی حذیفہ نے بہت نمایاں کردار ادا کیا۔ عثمان نے اسے پال پوس کر بڑا کیا تھا

Presented by www.ziaraat.com

> کیونکه اس کا باپ مر گیا تھا۔ جب لوگ عثمان کے خلاف ہونے لگے تو محمد نے مصریوں کو شہہ دی۔ اس طرح صورتحال مزید بگڑ گئی۔"

اسی طرح اسد الغابہ، ج۵، ص ۸۷ اور اصابہ فی معارفة الصحابہ، باب ذکر محمد بن ابی حذیفہ میں درج ہے:

> "وہ شخص، جس پر لوگوں کو سب سے زیادہ عثمان کے خلاف بھڑکانے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، وہ معاویہ کا ماموں زاد بھائی محمد ابن ابی حذیفہ ہے۔"

کیا وجہ ہے کہ ناصبین پچھلے ساڑھے بارہ سو سالوں سے ان صحابہ کا عثمان کے قتل میں کردار کا ذکر کرنے کی بجائے مستقل سارا زور اس پر لگا رہے ہیں کہ یہ شیعہ تھے جنہوں نے عثمان کو قتل کیا تھا، جبکہ ان کے پاس سیف کذاب سے پاک ایک بھی روایت ایسی نہیں ہے جو کہ یہ بتاتی ہو کہ سبائیوں(یا بقول ناصبین کے شیعوں) نے قتل عثمان نے ذرا سا بھی حصہ لیا ہو؟

Presented by www.ziaraat.com

باب ۵ : عثمان کی یہودی قبرستان میں تدفین اور اہلِ مدینہ کا کردار

جن لوگوں نے عثمان پر پانی بند کیا اور انکو قتل کیا، یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے عثمان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا اور انہیں یہودیوں کے قبرستان "حش کوکب" میں دفنایا گیا۔

ناصبین کا انکار کے عثمان کو خوف کے مارے یہودی قبرستان میں دفن کیا گیا

ذرا سوچیے! اگر یہ قاتلین واقعی یہودی تھے تو وہ ہرگز عثمان کو اپنے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیتے۔ جب معاویہ اقتدار میں آیا تو اس نے اس یہودی قبرستان کو جنت البقیع میں شامل کر دیا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اُس وقت اہلِ مدینہ کیا کر رہے تھے کہ انہوں نے عثمان کو مسلمانوں کے قبرستان تک میں دفن نہیں ہونے دیا؟ کیا یہ سب اہلِ مدینہ تقیہ کی حالت میں تھے؟

ناصبین کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں ہوتا، اس لئے انہوں نے اس بات کا انکار شروع کر دیا ہے کہ عثمان کو خوف کے مارے یہودیوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

اس سلسلے میں آپ ناصبی ویب سائٹ www.ansar.org کے عثمان آرٹیکل کا مطالعہ کریں جس میں وہ شیعوں پر عثمان کے یہودی قبرستان میں دفن ہونے کے بارے میں الزام لگا رہا ہے۔

آئیے دیکھتے ہیں کہ اس سلسلے کی حقیقت کیا ہے اور کیا یہ واقعی شیعوں کا اہلِ مدینہ اور عثمان پر صرف ایک الزام ہے، یا پھر ناصبین کی طرف سے حقیقت کی پردہ پوشی۔

ابن کثیر الدمشقی لکھتا البدایہ و النہایہ کی جلد ہفتم، صفحہ ۳۷٦ میں لکھتا ہے:

> اب رہی بات آپ کی قبر کی جگہ کی، تو بلا اختلاف آپ حش کوکب میں ۔۔ جو کہ بقیع کی مشرقی جانب واقع ہے، دفن ہوئے

Presented by www.ziaraat.com

ہیں۔ اور بنی امیہ کے زمانے میں آپ کی قبر پر ایک گنبد بنا دیا گیا جو آج بھی موجود ہے۔ ۔۔۔ اور ابن جریر طبری کا بیان ہے کہ عثمان اپنے قتل کے بعد تین روز تک بغیر دفن کیے پڑے رہے۔

ذیل میں ہم تاریخِ طبری سے اس ضمن میں کچھ روایات پیش کر رہے ہیں جو کہ اس ناصبی الزام کی حقیقت کو بالکل واضح کر دیں گیں۔

تاریخ طبری سے عثمان کی تدفین کی پہلی روایت

جعفر ابن عبداللہ المحمدی نے عمرو بن حماد سے، انہوں نے علی بن حسین سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے ابو میمونہ سے، انہوں نے ابو بشیر عابدی نے یہ روایت کیا ہے:

عثمان تین دن تک بغیر دفن کفن کے گھر میں پڑا رہا اور کوئی اُس کی لاش کو دفنانے نہیں آیا۔ پھر حکیم بن حزام اور جبیر بن معطم نے علیؑ سے اُس کو دفنانے کی کے لئے بات چیت کی۔ اور پھر اُن کی طرف سے اجازت ملنے کے بعد گھر والوں نے عثمان کو دفن کرنے کی تیاری شروع کی۔
مگر جب لوگوں کو پتا چلا کہ عثمان کو دفنانے کے لئے لایا جا رہا ہے تو وہ پتھر لیکر راستے پر کھڑے ہو گئے۔ عثمان کے گھر کے چند لوگ اُس کے جنازے کو لیکر حشِ کوکب کو چلے جو کہ یہودیوں کا قبرستان تھا۔
جب عثمان کا جنازہ وہاں پہنچا تو لوگوں نے اُس پر پتھر پھینکنے شروع کر دیے اور کوشش کی کہ عثمان کی لاش کو نکال کر ایسے ہی وہاں پھینک دیا جائے۔
جب علیؑ کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے اُن لوگوں کے پاس قاصد بھیجا اور ان سے کہا کہ وہ لاش کو دفن ہونے دیں۔ اس پر وہ لوگ اپنے ارادے سے باز آئے اور عثمان کو (یہودیوں کے قبرستان

Presented by www.ziaraat.com

حشِ کوکب میں دفنا دیا گیا۔
اس کے بعد جب معاویہ خلیفہ بنا تو اُس نے حشِ کوکب کی دیوار کو گرا دیا اور اس کو (مسلمانوں کے قبرستان) البقیع سے ملا دیا۔ اور اُس نے یہ حکم بھی دیا کہ عثمان کی قبر کے آس پاس دیگر مسلمانوں کو بھی دفنایا جائے تاکہ اُن کی قبروں کا سلسلہ مسلمانوں کے قبرستان البقیع سے مل جائے۔

ناصبین سے سوال ہے کہ:

- مولا علیؑ نے عثمان کے جنازے میں شرکت کیوں نہیں کی؟
- امام حسنؑ اور امام حسینؑ کہاں تھے؟

[نوٹ: سیف کذاب نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ مولا علیؑ عثمان کے حمایتی تھے، یہ جھوٹ بھی بولا ہے کہ قتلِ عثمان کے وقت امام حسنؑ نے عثمان کے گھر کے دروازے پر جا کر دشمنوں سے مقابلہ کیا۔ مگر ناصبی کیا کریں کہ اللہ نے سیف کذاب کی کذب بیانی کے پول کھولنے کے کئی اسباب مہیا کر دیے ہیں]

- اور دیگر اہلِ مدینہ (طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص وغیرہ۔۔۔۔) کہاں غائب ہو گئے تھے؟ (یہ سب قتلِ عثمان کے وقت مدینے میں ہی موجود تھے)۔
- حیرت ہے کہ ناصبین پھر بھی دعویٰ کیے جا رہے ہیں کہ یہ صحابہ (بلکہ پورا اہلِ مدینہ) عثمان کے لئے سر دھڑ کیا بازی لگانے کے لئے تیار تھا (اور اس ضمن میں یہ صرف اور صرف سیف کذاب کی چند جھوٹی روایات بھی نقل کرتے ہیں، مگر دیگر تمام روایات جو دوسرے راویوں سے مروی ہیں، وہ اس جھوٹ کا پول کھول دیتی ہیں)۔

<u>اگر واقعی تمام صحابہ عثمان کے طرفدار تھے تو انکا عثمان کے جنازے میں شریک نہ ہونا ان کی بزدلی کی ابتدا تھی، اور اس بزدلی کی انتہا وہ تھی جب طلحہ و زبیر نے اپنی جانوں کے خوف سے (ناصبیوں کے اپنے دعویٰ کے مطابق) خدا کی جھوٹی قسمیں کھا کر مولا علیؑ کو اپنی بیعت کا یقین دلایا تھا۔</u>

Presented by www.ziaraat.com

دوسری روایت

جعفر نے عمرو اور علی سے، انہوں حسین سے، انہوں نے اپنے والد سے
، انہوں نے المجالد سے، انہوں نے یسار بن ابی کریب سے، اور انہوں
نے اپنے باپ سے روایت کی ہے (جو کہ عثمان کی خزانچی تھے):
عثمان کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ اُس کے ساتھ صرف مروان بن
حکم تھا اور اُس کے تین غلام اور پانچویں بیٹی تھی۔ اُس کی بیٹی
نے اونچی آواز میں واویلا اور ماتم شروع کر دیا۔
لوگوں نے ہاتھوں میں پتھر اٹھا لئے اور آوازیں لگانا شروع کر دیں:
نعثل۔۔۔ نعثل۔۔۔ اور انہوں نے اُس کو تقریباً سنگسار ہی کر
دیا تھا۔
پھر انہوں نے کہا کہ تم اسے باغ میں لے جاؤ، پس عثمان کو مدینے
سے باہر ایک باغ میں دفن کر دیا گیا۔

تیسری روایت

واقدی نے عبداللہ ابن یزید سے، انہوں نے عبداللہ بن ساعدہ سے
روایت کیا ہے کہ:
عثمان کی لاش دو دن تک گھر میں ہی بغیر کفن دفن کے پڑی رہی
اور کوئی اسے دفنانے کی جرات نہ کر سکا۔ پھر عثمان کی لاش کو
حکیم بن حزام اور جبیر بن معطم، نیار بن مکرم اور ابو جہم بن
حذیفہ دفنانے کے لئے آئے۔ اور نمازِ جنازہ پڑھنے کے لئے کچھ لوگ آ
آئے جن میں اسلم بن اوس، ابو حیہ مازنی وغیرہ شامل ہیں۔
لوگوں نے عثمان کو مسلمانوں کے قبرستان جبت البقیع میں بھی
دفن نہیں ہونے دیا۔ اس پر اب جہم بن حذیفہ نے کہا کہ عثمان کو
دفن ہونے دو کیونکہ اللہ نے اور اُسکے فرشتوں نے اس کی لاش پر

Presented by www.ziaraat.com

نمازِ جنازہ پڑھی ہے (اللہ جانے اُس نے اللہ کو اور اُس کے ملائکہ کو کیسے آتے دیکھا یا پھر جھوٹ بول رہا تھا)۔ چنانچہ عثمان کو حشِ کوکب میں دفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد جب بنو امیہ کے خلفاء کا وقت آیا تو انہوں نے حشِ کوکب کو بقیع کے قبرستان کے ساتھ شامل کر دیا۔

چوتھی روایت

واقدی نے عبداللہ بن موسی مخزومی کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ:

جب عثمان قتل ہو گئے تو لوگوں نے کوشش کی کہ اُس کا سر کاٹ کر الگ کر دیں، مگر حضرت نائلہ اور ام البنین عثمان کی لاش پر گر پڑیں اور انہیں عثمان کا سر الگ نہیں کرنے دیا اور خوب شور اور واویلا مچانے لگیں اور اپنا منہ پیٹا اور کپڑے وغیرہ پھاڑ لئے۔

اس پر عبدالرحمن ابن عدیس (جو بیعتِ رضوان کا ایک صحابی ہے) اُس نے کہا کہ عثمان کو اسی حالت میں چھوڑ دو۔ اس پر وہ لوگ اپنے ارادے سے باز آئے۔

اس کے بعد عثمان کی لاش کو بغیر غسل وغیرہ کے قبرستان لے گئے۔

عثمان کے کچھ حامیوں نے کوشش کی کہ عثمان کو وہاں لیجائیں جہاں دوسرے مسلمانوں کی نمازِ جنازہ پڑھائی جاتی تھی، مگر انصار (یعنی اہلِ مدینہ) نے انہیں ایسا نہیں کرنے دیا۔

جب عثمان کا جنازہ گھر سے باہر رکھا گیا تو عمیر بن ضابی عثمان کی لاش پر کود گیا اور اُسکی ایک پسلی توڑ دی اور کہا کہ تم نے میرے باپ کو قید کر دیا تھا اور اتنی دیر قید رکھا کہ وہ قید خانے میں ہی مر گیا۔

Presented by www.ziaraat.com

پانچویں روایت

الحارث نے ابن سعد سے، انہوں نے ابو بکر بن عبداللہ سے، انہوں نے دادا کے چچا سے، انہوں ابن مالک بن ابی عامر سے روایت کیا ہے: جب عثمان مارا گیا تو میں بھی عثمان کے جنازے کو لیجانے والوں میں شامل تھا۔ ہم لوگوں کے ڈر سے جنازے کو اتنی جلدی جلدی لیجا رہے تھے کہ عثمان کا سر ایک دروازے سے ٹکرا گیا۔ اُس وقت ہم پر شدید ڈر و خوف طاری تھا۔ اور ہم نے عثمان کو لیجا کر حشِ کوکب میں دفنا دیا۔

چھٹی روایت

ابن جریر طبری نے اس ضمن میں تین اور روایات پیش کیں ہے، جن کا خلاصہ ابن کثیر دمشقی نے اپنی البدایہ و النہایہ میں پیش کیا ہے۔ یہاں ہم ابن کثیر سے یہ بقیہ روایات نقل کر رہے ہیں:

اب رہی عثمان کی قبر کی جگہ کی، تو بلا اختلاف آپ حش کوکب میں، جو بقیع کی مشرقی جانب ہے، دفن ہوئے اور بنی امیہ کے زمانے میں آپ کی قبر پر ایک گنبد بنا دیا گیا جو آج تک موجود ہے۔ امام مالک کہتے ہیں کہ عثمان حشِ کوکب میں جب اپنی قبر کے پاس سے گذرا کرتے تو فرماتے کہ عنقریب یہاں ایک صالح شخص دفن ہو گا۔

اور ابن جریر کا بیان ہے کہ حضرت عثمان اپنے قتل کے بعد تین دن تک بغیر کفن کیے پڑے رہے، میں کہتا ہوں یوں معلوم ہوتا ہے کہ لوگ حضرت علی کی بیعت کی وجہ سے آپ سے غافل ہو گئے حتی کہ بیعت مکمل ہو گئی اور بعض کا قول ہے کہ آپ دو راتیں بلا دفن پڑے رہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپ کو اسی شب کو دفن کر دیا گیا۔ اور آپ کی تدفین خوارج کے خوف سے مغرب اور

Presented by www.ziaraat.com

عشاء کے درمیان ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ اس بارے میں بعض سرکردہ اصحاب کو اطلاع دی گئی تو وہ صحابہ کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ آپ کو لے کر چلے گئے ۔۔۔

اور بعض خوارج نے آپ کو روکا اور آپ کو رجم کرنا اور آپ کی چارپائی سے آپ کو گرانا چاہا اور انہوں نے دیر سلع میں یہود کے قبرستان میں آپ کو دفن کرنے کا ارادہ کیا۔ یہاں تک کہ حضرت علی نے ان کے پاس ایک آدمی بھیجا جس نے انکو اس بات سے منع کیا۔ ۔۔۔ اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب جنازہ گاہ میں نمازِ جنازہ پڑھنے کے لیے آپ کو رکھا گیا تو بعض انصار (یعنی اہل مدینہ) نے ان کو اس بات سے روکنا چاہا تو حضرت ابو جہم بن حذیفہ نے کہ کہ انہیں دفن کر دو، اللہ اور فرشتوں نے ان کا جنازہ پڑھا ہے۔ پھر وہ کہنے لگے انہیں بقیع میں دفن نہ کیا جائے بلکہ انہیں دیوار کے پیچھے دفن کر دو۔ پس انہوں نے آپ کو بقیع کے مشرق میں کھجور کے درختوں کے نیچے دفن کر دیا۔

حوالہ: البدایہ و النہایہ، ابن کثیر دمشقی، جلد ہفتم، صفحہ ۳۷۶

ہم اس سلسلے میں مزید کوئی تبصرہ نہیں کر رہے، مگر ناصبین حضرات کو خوش آمدید ہے کہ وہ اہلِ مدینہ کے کردار پر اپنا تبصرہ پیش کریں۔

باب ٦: عثمان کی کچھ مکروہ بدعاتِ ضلالت

ذیل میں عثمان کی اُن چند مکروہ بدعاتِ ضلالت کا ذکر ہے، کہ جس کی وجہ سے کبار صحابہ و دیگر لوگ عثمان کے سخت خلاف ہو گئے تھے۔

قصر نماز میں بدعت

Presented by www.ziaraat.com

عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے:
میں نے منی کے مقام پر رسول ﷺ کے ساتھ اور ابو بکر اور عمر کے ساتھ نماز ادا کی، اور یہ دو رکعت نماز تھی۔ عثمان نے بھی اپنی خلافت کے ابتدائی دنوں میں ایسا ہی کیا (یعنی دو رکعت نماز)، مگر بعد میں اُس نے پوری (چار رکعت) نماز ادا کرنا شروع کر دی۔
صحیح بخاری، کتاب ۲۰، حدیث ۱۸۸

دیگر صحابہ کرام کی شدید ناپسندیدگی اور عثمان کی کھلم کھلا مخالفت

ابن جریر طبری نے واقدی سے، انہوں نے عمر بن صالح بن نافع سے، انہوں نے صالح سے، انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا ہے:
لوگوں نے سب سے پہلے عثمان کے خلاف جو کھلم کھلا بولنا شروع کیا تو اس کی وجہ یہ ہوئی کہ عثمان نے اپنی خلافت کی ابتدائی دور میں لوگوں کے ساتھ منیٰ کے مقام پر دو رکعت نماز ہی ادا کی۔ مگر اپنی خلافت کے چھٹے سال عثمان نے دو کی بجائے چار رکعت نماز ادا کی۔ اس کو رسول ﷺ کے ایک سے زیادہ اصحاب نے اسے بہت قابلِ اعتراض جانا۔ اور اس بات کا عثمان کے مخالفین میں بہت چرچا ہوا۔ حتیٰ کی ایک دن علی ابن ابی طالبؑ عثمان کے پاس کچھ اور لوگوں کے ساتھ آئے اور فرمایا: خدا کی قسم، اس مسئلہ پر کوئی نیا یا پرانا حکم نہیں آیا ہے۔ تم نے رسول ﷺ کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی۔ اور اسی طرح ابو بکر اور عمر بن خطاب کے ساتھ بھی اور اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں بھی۔ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ پھر تمہارا یہ فعل (چار رکعات والا) کس بنیاد پر ہے؟ عثمان نے جواب دیا کہ یہ میری ذاتی رائے ہے۔
تاریخِ طبری، سن ۲۹ کے واقعات، صفحہ ۳۹ (انگلش ایڈیشن)

Presented by www.ziaraat.com

وکلاء عثمان کی طرف سے عثمان کی صفائی

وکلاء عثمان کی طرف سے عثمان کی یہ صفائی دی جاتی ہے کہ عثمان نے مکہ میں شادی کر لی تھی اس لئے وہ پوری چار رکعت نماز ادا کرتا تھا۔

یہ صفائی خود عثمان نے پیش کی تھی، مگر اسے خود اصحابِ رسول نے قبول نہیں کیا تھا بلکہ اس صفائی کے بعد بھی وہ عثمان کو بدعتِ ضلالت کا مرتکب سمجھتے رہے۔

> ابن جریر طبری نے واقدی سے، انہوں نے داؤد بن خالد سے، انہوں نے عبد المالک بن عمرو سے، انہوں نے اپنے چچا سے روایت کی ہے:
> عثمان نے لوگوں کے ساتھ منیٰ کے مقام پر چار رکعت نماز ادا کی۔ پھر کوئی عبدالرحمن بن عوف کے پاس آیا اور کہا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے بھائی (عثمان) نے منیٰ کے مقام پر لوگوں کے ساتھ چار رکعت نماز ادا کی ہے؟
> عبدالرحمن نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی اور پھر عثمان کے طرف چلے اور عثمان کے پاس جا کر اُس سے کہا: کیا تم نے اس مقام پر رسول ﷺ کے ساتھ دو رکعت نماز ادا نہیں کی تھی؟ عثمان نے جواب دیا کہ بیشک۔ اس پر عبدالرحمن نے پھر پوچھا کہ کیا تم نے ابو بکر اور عمر اور اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں دو رکعت نماز ادا نہیں کی؟ عثمان نے پھر جواب دیا کہ بیشک۔
> پھر عثمان نے عبدالرحمن سے کہا کہ اے ابو محمد سنو، مجھے بتایا گیا ہے کہ کچھ یمنی اور جاہلوں نے، جو پچھلے سال حج کو آئے تھے، کہا ہے کہ مقیم کے لئے فرض نماز دو رکعت ہی ہے۔ یہی دیکھ لو کہ تمہارا امام، عثمان دو رکعت نماز ادا کر رہا ہے۔ اور مکہ میں میرا تعلق ایک قبیلہ سے ہے چنانچہ میں نے سوچا کہ بہتر ہے کہ میں لوگوں کے خوف سے چار رکعت نماز ہی ادا کروں۔ مزید براں میری بیوی بھی مکہ سے ہے، اور طائف میں میری جاگیر ہے، جس کی میں کبھی کبھار حج سے واپس جاتے ہوئے دیکھ بھال کرتا

Presented by www.ziaraat.com

ہوں اور کچھ دن ٹہرتا ہوں۔
عبدالرحمن ابن عوف نے جواب دیا کہ ان میں سے کوئی بہانہ بھی تمہارے کام کا نہیں ہے۔ تم کہتے ہو کہ مکہ میں تمہارا ایک قبیلے سے تعلق ہے، مگر تمہاری بیوی تو مدینہ میں ہے۔ تم ایسے آ جا سکتے ہو جیسے تم چاہو، مگر تمہاری قیام گاہ تو مدینہ ہی ہے۔ تم کہتے ہو کہ طائف میں تمہاری جاگیر ہے، مگر تمہارے اور طائف کے درمیان میں تین دن کی مسافت ہے، اور تم طائف میں مقیم نہیں ہو۔ تم کہتے ہو کہ یمنی یہ کہتے ہیں کہ یہ تمہارا امام، عثمان ہے جو کہ دو رکعت نماز ادا کر رہا ہے۔ مگر وحی تو صرف رسول ﷺ پر نازل ہوتی تھی اور اُس وقت نازل ہوتی تھی جب کہ اسلام بہت کم پھیلا تھا (مگر پھر بھی رسول ﷺ نے دو رکعت نماز ادا کی)۔ اور پھر ابو بکر اور عمر نے بھی ایسا ہی کیا۔ پس پھر اسلام مضبوط ہو گیا اور عمر دو رکعت ہی پڑھتا رہا حتی کہ اسکا انتقال ہو گیا۔
عثمان نے جواب دیا: یہ میری ذاتی رائے تھی۔
تاریخِ طبری، سن ۲۹ کے حالات، صفحہ ۳۹ (انگلش ایڈیشن)

پس یہ اصحابِ رسول تھے جو کہ اس معاملے میں عثمان کے مخالف تھے۔ مگر وکلاء عثمان کا اس مخالفت کا الزام سبائیوں یا شیعوں پر لگا دینا عجیب بیہودہ الزام گوئی ہے۔
اگر عثمان نے مکہ میں شادی کر ہی لی تھی اور اُسے چار رکعت نماز ہی ادا کرنی تھی تو اُس نے بقیہ اصحابِ رسول کو (جنہوں نے مکہ میں شادیاں نہیں کیں تھیں) کیوں چار رکعت نماز پڑھوا دی؟
عبدالرحمن بن یزید سے روایت ہے:

ہم نے عثمان بن عفان کے پیچھے منی میں چار رکعت نماز ادا کی۔ اس کی خبر عبداللہ ابن مسعود کو دی گئی۔ انہوں نے افسردگی کے ساتھ کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور پھر مزید فرمایا کہ میں نے

Presented by www.ziaraat.com

رسول ﷺ کے ساتھ منی پر دو رکعت نماز ادا کی تھی۔ اور اسی طرح ابو بکر اور عمر کے ساتھ بھی۔ انہوں نے مزید فرمایا، شاید میں اتنا خوش قسمت ہوں کہ اللہ ان چار رکعت میں سے میری دو رکعت نماز قبول فرما لے۔
صحیح بخاری، کتاب ۲۰، حدیث ۱۹۰

حضرت عائشہ نے مکہ میں کوئی شادی نہیں کی تھی

عثمان کی دیکھا دیکھی حضرت عائشہ نے بھی یہ طرز عمل اختیار کیا، حالانکہ انہوں نے مکہ میں کوئی شادی نہیں کی تھی

حضرت عائشہ سے روایت ہے:

جب شروع میں نماز کا حکم آیا تو وہ دو رکعت کا تھا۔ بعد میں سفر کے دوران اسی دو رکعت نماز کا حکم باقی رہا، مگر مسافر کے علاوہ باقی لوگوں پر نماز مکمل ہو گئی (یعنی چار رکعت)۔
زہری کہتے ہیں: میں نے عروہ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہوئی کہ عائشہ پھر سفر میں پوری نماز ادا کرتی تھیں (یعنی چار رکعت)؟ انہوں نے جواب دیا: انہوں نے ویسا ہی کیا جیسا کہ عثمان نے کیا تھا۔"
صحیح بخاری، کتاب ۲۰، حدیث ۱۹۶

حضرت عائشہ سے روایت ہے:

جب شروع میں نماز واجب ہوئی تو یہ دو رکعت تھی۔ بعد میں سفر کے دوران اس کا حکم یہی رہا، مگر بغیر سفر کے اس کا حکم پورے کا ہو گیا (یعنی چار رکعت)۔
(زہری کہتے ہیں کہ انہوں نے عروہ سے پوچھا کہ پھر عائشہ نے سفر کے دوران پوری نماز پڑھنا کیوں شروع کر دی؟ اور عروہ نے جواب دیا کہ عائشہ نے اس معاملے میں ویسے ہی ذاتی رائے سے ایسا

Presented by www.ziaraat.com

کیا جیسا کہ عثمان نے کیا تھا۔)

صحیح مسلم، کتاب ۴، حدیث ۱۴۶۰

وکلاء عثمان نے عثمان کے وقت تو یہ بہانہ کر دیا کہ اُس نے مکہ میں شادی کر لی تھی۔ مگر حضرت عائشہ کے بارے میں اب اُن کا کیا فرمانا ہے؟ اس معاملے میں عثمان نہ صرف خود گمراہ ہوا، بلکہ اور بہت سوں کو بھی اُس نے گمراہی میں دھکیل دیا۔

(اور جیسا رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر کسی نے نیکی کا کام کیا اور لوگوں نے اس نیک کام کی پیروی کی تو اس کا ثواب اس کام کے شروع کرنے والے کو بھی ملے گا۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے بدی کے کام کا آغاز کیا، اور بعد میں دوسرے لوگوں نے بھی اس کی پیروی کی تو اس کا گناہ پہلے شخص کو بھی جاتا رہے گا۔ (صحیح مسلم))

عثمان کی حجِ تمتع میں بدعتِ ضلالت

حضرت عائشہ سے روایت ہے:

ہم رسول ﷺ کے ساتھ آخری حج کے موقع پر اکھٹے روانہ ہوئے۔ ہم میں سے کچھ نے صرف عمرہ کے لئے احرام باندھا، اور کچھ نے دونوں عمرہ اور حج کے لئے احرام باندھا، جبکہ باقیوں نے صرف حج کے لئے احرام باندھا۔ اللہ کے رسول نے حج کے لئے احرام باندھا۔ چنانچہ جنہوں نے حج کے لئے احرام باندھا تھا یا پھر دونوں حج اور عمرہ کے لئے احرام باندھا تھا، انہوں نے قربانی کے دن تک احرام نہیں کھولا۔

صحیح بخاری، کتاب ۲٦، حدیث ٦۳۳

عثمان کی حجِ تمتع میں بدعت اور مولا علیؑ کا عثمان پر غضبناک ہونا

سعید بن المسیب روایت کرتا ہے کہ علی اور عثمان کی ملاقات حج کے موقع پر ہوئی اور عثمان لوگوں کو حجِ تمتع سے منع کرتا

Presented by www.ziaraat.com

تھا۔
اس پر علیؑ نے عثمان سے کہا: تمہاری اس معاملے میں کیا رائے ہے کہ جو کام رسول ﷺ خود کیا کرتے تھے، مگر تم اُس سے اب منع کر رہے ہو؟
اس پر عثمان نے کہا: مجھے اکیلا چھوڑ دو۔
اس پر علیؑ نے کہا کہ میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔ جب علیؑ نے یہ دیکھا تو انہوں نے دونوں حج اور تمتع کے لئے اکھٹا احرام باندھ لیا۔
صحیح مسلم، کتاب ۷، حدیث ۲۸۱۶

سعید بن المسیب روایت کرتا ہے:
علی اور عثمان کے مابین حجِ تمتع کے مسئلے پر اختلاف ہو گیا جب کہ وہ مکہ کے قریب تھے۔ علیؑ نے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگوں کو اُس کام سے منع کر رہے ہو جو کہ رسول ﷺ نے خود کیا۔
جب علیؑ نے یہ دیکھا تو انہوں نے دونوں حج اور عمرہ کے لئے اکھٹا احرام باندھا۔
صحیح بخاری، کتاب ۲۶، حدیث ۶۴۰

عثمان کی زکوۃ کی تقسیم میں بدعتِ ضلالت، اور مولا علیؑ کا عثمان کو برا بھلا کہنا

ابن الحنفیہ روایت کرتے ہیں:

اگر علیؑ نے کبھی عثمان کو برا بھلا کہا ہے تو یہ وہ دن ہے جب ایک آدمی علیؑ کے پاس آیا اور عثمان کے عاملینِ زکوۃ کے خلاف شکایت کی۔ علیؑ نے پھر مجھ سے فرمایا: تم عثمان کے پاس جاؤ

Presented by www.ziaraat.com

اور کہو کہ ان کاغذات میں رسول اللہ ﷺ کے صدقے کی رقم خرچ کرنے کے متعلق احکامات ہیں۔ چنانچہ اپنے عاملینِ زکوۃ کو حکم دو کہ وہ اس کے مطابق عمل کریں۔"
(محمد بن حنفیہ کہتے ہیں) میں وہ کاغذات لے کر عثمان کے پاس گیا تو عثمان نے مجھ سے کہا: "انہیں واپس لے جاؤ اور ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"
میں وہ کاغذات لے کر علیؑ کے واپس پہنچا اور انہیں ساری صورتحال بتائی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اسے وہیں رکھ دو کہ جہاں سے لیا تھا۔
صحیح بخاری، کتاب ۵۳، حدیث ۳۴۳

منی کے میدان میں خیمہ لگانا اور جمعہ میں تیسری اذان کا اضافہ

ابن جریر طبری نے محمد بن عمر الواقدی سے، انہوں نے عبد المالک بن یزید سے، انہوں نے عبداللہ بن سائب سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے:

منیٰ کے میدان میں میں نے جو پہلا خیمہ دیکھا تھا، وہ عثمان کا تھا اور اُس کے ساتھ عبداللہ ابن عامر بھی تھا۔ اور یہ عثمان تھا کہ جس نے جمعہ میں تیسری اذان کا اضافہ کیا تھا۔
تاریخِ طبری، انگلش ایڈیشن، جلد ۱۵، صفحہ ۲۳۰

Presented by www.ziaraat.com

باب ۷ ۔ عثمان کے خلاف بغاوت کی کچھ وجوہات

عثمان نے خلافت لیتے وقت وعدہ کیا تھا کہ وہ قران و سنت اور سیرت شیخین پر عمل کریں گے۔ مگر ان سب کے خلاف، عثمان نے شاہانہ طرز زندگی اپنایا اور کبار صحابہ کرام کو معزول کر کے، اپنے رشتہ داروں (بنی امیہ) کو بڑے بڑے عہدوں سے نوازا۔ مگر بنی امیہ کے یہ لوگ انتہائی بدکردار لوگ تھے۔ جبکہ عثمان کا خیال تھا کہ وہ یہ کر کے صرف قران کے اس حکم پر عمل کر رہے ہیں کہ اللہ سبحان و تعالی نے اپنے رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔

لیکن صحابہ کرام عثمان کے ان رشتہ داروں کی حرکتوں سے خوش نہ تھے اور اس اقرباء پروری پر عثمان پر تنقید کرتے تھے۔ ذیل میں ہم چند ایسی وجوہات کا جائزہ لیں گے کہ جن کی وجہ سے صحابہ نے عثمان کو مورد الزام ٹہرایا۔

۱) مروان بن حکم بن العاص کا تقرر

عثمان اپنے چچا مروان بن حکم بن العاص (امیہ کے بیٹے، جو کہ عبد الشمس کا بیٹا تھا) کو مدینہ واپس بلا لیا جبکہ رسول (ص) اپنی زندگی میں اس شہر بدر کر چکے تھے۔

مروان بن حکم چھپ کر رسول (ص) کی باتیں سنا کرتا تھا جبکہ آپ (ص) اپنے ممتاز و قریبی صحابہ کے ساتھ رازداری میں کوئی بات کر رہے ہوتے تھے۔ مروان یہ راز افشاء کر دیا کرتا تھا۔ اور یہ مروان مردود راستے میں چلتے ہوئے رسول (ص) کی نقل اتارا کرتا تھا اور آپ (ص) کا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ یہ آپ (ص) کی نقل اتار رہا تھا کہ رسول (ص) نے دیکھ لیا۔ آپ (ص) نے اس وقت اسے بددعا دی، " تم ایسے ہی رہو گے۔" مروان نے اسی وقت کپکپانا شروع کر دیا اور مرتے دم تک ایسا ہی رہا۔

علامہ ابن عبد البر نے اپنی کتاب الاستیعاب، ج۱، ص ۳۵۹ میں لکھا ہے کہ:

Presented by www.ziaraat.com

"ایک دن رسول (ص) اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول (ص) نے فرمایا کہ، "اب ایک ملعون شخص اندر داخل ہونے والا ہے۔" اور کچھ دیر کے بعد مروان اندر داخل ہوا۔"

۲) مروان کی مدینہ بلانے کے بعد، عثمان نے اپنے چچا مروان بن حکم کو ۳۰۰۰۰۰ درہم بھی دیے۔

۳) جناب عثمان نے مروان بن حکم کو اپنا دست راست اور قریبی مشیر بھی مقرر کر دیا۔ اور اس کو اپنے برابر اختیارات عطا کر دیے۔ مروان نے شمالی افریقہ سے آئے ہوئے مال خمس کو ۵۰۰۰۰۰ دینار میں خرید لیا، مگر اس کے لیے کوئی رقم نہ ادا کی۔ خلیفہ نے اسے اجازت دے دی کہ وہ رقم کو اپنے پاس رکھے۔ یہ رقم تقریبا ۱۰ ملین ڈالر کے برابر بنتی ہے۔

مولا علی (ع) عثمان کو اکثر مروان کے فتنے سے آگاہ کرتے تھے، مگر ان کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔

مگر جب فتنہ بڑھا، تو عثمان نے علی (ع) سے مدد کی درخواست کی اور کہا:

عبداللہ ابن محمد روایت کرتے ہیں:

"(اے علی) کیا تم ان لوگوں کو دیکھتے ہو جو میرے پاس آج آئے تھے؟ انہوں نے کیسی مصیبتیں کھڑی کر رکھی ہیں۔ اور مجھے پتا ہے کہ لوگ تمہاری عزت کرتے ہیں اور وہ تمہاری بات پر کان دھریں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ان کے پاس جاؤ اور انہیں مجبور کرو کہ وہ میرا پیچھا چھوڑ دیں۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے پاس آئیں کیونکہ اس میں میرے بے عزتی ہے کیونکہ دوسرے لوگوں کو بھی میرے خلاف (یہ شکایات) سننے کا موقع ملتا ہے۔
علی (ع) نے پوچھا، "انہیں کس بات پر راضی کر کے واپس بھیجوں؟"
عثمان نے جواب دیا، "اس بنیادوں پر کہ میں وہ اقدامات کروں گا جن کا مشورہ تم نے مجھے دیا ہے۔ اور میں تمہاری ہدایات سے

Presented by www.ziaraat.com

منحرف نہیں ہوں گا۔
اس پر علی (ع) نے کہا، "میں تم سے بار بار بات کر چکا ہوں اور ہمارے درمیان اس سلسلے میں تفصیل سے گفتگو ہو چکی ہے۔ یہ سب مروان بن الحکم، سعید بن العاص، ابن امیر اور معاویہ کی کرتوت ہیں۔ تم ان کی بات سنتے ہو اور میری بات کو ٹھکرا دیتے ہو۔
عثمان نے جواب دیا، "تو اب میں ان کی بات کو ٹھکرا دوں گا اور تمہاری بات سنوں گا۔"
تاریخ طبری ،جلد سوم، حصہ اول، صفحہ ۳٦۷ عہدِ عثمانی، سن ۳۵ ہجری کے واقعات

پھر مولا علی (ع) نے لوگوں سے بات کی اور انہیں آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ عثمان کا پیچھا چھوڑ دیں۔ پس ان میں سے کئی لوگ واپس چلے گئے۔ پھر مولا علی (ع) عثمان کے پاس آئے اور اسے مطلع کیا کہ لوگ چلے گئے ہیں اور کہا:

"(اے عثمان)، اب تم ایک بیان جاری کرو تاکہ لوگ اس کی شہادت دے سکیں کہ انہوں نے تم سے سنا ہے۔ اور اللہ اس کا گواہ ہے کہ آیا تم نے دل سے توبہ کی ہے یا نہیں۔"
پس عثمان باہر آیا اور خطبہ جاری کیا جس میں لوگوں کے سامنے اقرار کیا کہ وہ توبہ کرنا چاہتا ہے اور کہا، "اے لوگو! میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم میں سے کوئی مجھ پر اعتراضات کر رہا ہے تو یہ چیزیں مجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ ۔ ۔ ۔ اور جو کچھ میں نے کیا، اس کے لیے میں اللہ سے معافی کا خواستگار ہوں۔ اور مجھ جیسا شخص اب توبہ کا طالب ہے۔
اس پر لوگوں کو ان پر رحم آ گیا اور ان میں سے کچھ تو رو دیے۔ سعید ابن زید اٹھا اور کہا، "اے امیر المومنین! آج سے آپ کے پاس کوئی ایسا شخص نہیں آئے گا جو کہ آپ کی حمایت نہیں کرتا۔ اللہ سے ڈرو، اپنی روح کی گھرائیوں میں اللہ سے ڈرو اور اپنے ان

Presented by www.ziaraat.com

تمام وعدوں کو پورا کرو جن کا ابھی تم نے ذکر کیا ہے۔"
جب عثمان منبر سے اترا تو مروان بن الحکم، سعید بن العاص اور چند اور بنی امیہ کے افراد ان کے گھر میں جمع تھے۔ مروان نے کہا، "کیا میں لوگوں سے بات کروں یا خاموش رہوں؟"
عثمان کی بیوی بولیں، "نہیں، خاموش رہو ورنہ لوگ انہیں ان کے گناہوں پر قتل کر دیں گے۔ انہوں نے کھلے مجمع میں اعلان کیا ہے، جس سے یہ پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔"
مروان نے کہا، "اس کا تم سے کیا تعلق ہے؟" پھر مروان سے عثمان سے کہا، "اپنی اس خطا، جس پر تم اللہ سے معافی مانگ رہے ہو، اس پر ڈٹے رہنا تمہارے لیے توبہ کرنے سے بہتر ہے کیونکہ یہ یہ ثابت کرتا ہے کہ تم لوگوں سے ڈر گئے ہو۔ اور اگر تم ایسا ہی چاہتے ہو تو معافی مانگ لو مگر اپنی خطا کا اعتراف نہ کرو۔
عثمان نے کہا، "تم باہر جا کر ان سے بات کرو کیونکہ مجھے ان سے بات کرتے ہوئے اب شرمندگی ہوتی ہے۔"
چنانچہ مروان لوگوں کے پاس گیا اور کہا، "تم لوگ یہاں کیوں لٹیروں کی طرح جمع ہو گئے ہو؟ ۔ ۔۔ ۔ ۔ ۔ تم یہاں صرف ہماری ملکیت چھیننے آئے ہو۔ یہاں سے چلے جاؤ، اللہ کی قسم، اگر تم ہمیں کوئی نقصان پہنچانا چاہتے ہو تو تمہیں ہم سے بہت برا جواب ملے گا، اور تم اپنے رویہ کے نتائج سے خوش نہیں ہو گے۔ اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ کہ تم وہ لوگ نہیں ہو کہ جو ہمیں ہماری ملکیت سے بیدخل کر سکیں۔"
لوگوں نے علی (ع) کو صورتحال سے مطلع کیا۔ اس پر علی (ع) عثمان کے پاس گئے اور کہا، "بیشک تم نے مروان کو پھر مطمئیں کر دیا ہے، مگر وہ تم سے صرف اس وقت ہی خوش ہو گا جب تم اس کی خاطر اپنے دین سے انحراف کرو گے۔ ۔ ۔ ۔ آللہ کی قسم، مروان کی روح دین و مذہب سے عاری ہے۔ میں اللہ کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ وہ تمہیں اس (مصیبت) میں ڈال دے گا اور پھر اس

Presented by www.ziaraat.com

میں سے نہیں نکالے گا۔
اس کے بعد میں تمہارے پاس نہیں آؤں گا اور نہ تمہیں کوئی ہدایات دوں گا۔ تم نے اپنی عزت کا جنازہ خود نکالا ہے اور تمہارا مرتبہ تم سے چھینا جا رہا ہے۔"
جب علی (ع) وہاں سے چلے گئے تو عثمان کی بیوی نے اس سے کہا، "میں نے سنا ہے کہ علی (ع) تم کو کہہ گئے ہیں کہ وہ تمہارے پاس واپس نہیں آئیں گے۔ اور یہ کہ تم نے پھر سے مروان کے مشوروں کی پیروی کی ہے، جو تمہیں ہر اس طرف موڑ دیتا ہے جہاں اس کا دل چاہتا ہے۔ "
عثمان نے کہا، "اب میں کیا کروں؟"
بیوں نے جواب دیا، "تم اکیلے اللہ سے ڈرو، جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور تمہیں اپنے سے پہلے کے دو خلفاء کی پیروی کرنی چاہیئے (ابو بکر اور عمر)۔ اور اس کی جگہ اگر تم مروان کی پیروی کرتے ہو تو وہ تمہیں مروا دے گا۔ مروان کی لوگوں میں کوئی عزت نہیں ہے۔ نہ ہی کوئی اس سے ڈرتا یا پیار کرتا ہے۔ لوگوں نے تمہیں صرف مروان کی بدولت چھوڑ دیا ہے۔ تم علی (ع) سے رابطہ کرو اور ان کی ایمانداری اور بلند کرداری پر بھروسہ رکھو۔ ان کی تم سے رشتہ داری ہے اور وہ ایسے نہیں ہے کہ لوگ ان کے حکم کی تعمیل نہ کریں۔ "چنانچہ عثمان نے علی (ع) سے رابطہ کیا مگر انہوں نے آنے سے انکار کر دیا اور کہا، "میں نے اسے بتا دیا تھا کہ میں واپس نہیں آؤں گا۔ "
تاریخ طبری، جلد سوم، حصہ اول، صفحہ ۳۷۱ تا ۳۷۲، عہد عثمانی، سن ۳۵ ہجری کے واقعات

عثمان کی مارے جانے پر مولا علی (ع) نے کہا:

Presented by www.ziaraat.com

محمد بن عمر الواقدی سے، انہوں نے عبداللہ ابن حارث سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے سفیان سے نقل کیا ہے:

۔۔۔ اللہ کی قسم، میں نے عثمان کا اس حد تک دفاع کیا کہ جبتک کہ میں شرم سے بھر نہ گیا۔ لیکن مروان، معاویہ، عبداللہ بن امیر اور سعد بن العاص نے ان پر اپنا اثر رکھے رکھا جیسا کہ تم اس کے گواہ ہو۔ جب میں نے اسے مخلصانہ مشورہ دیا کہ وہ انہیں اپنے سے دور کر دے، تو وہ مجھ پر شک کرنے لگا، یہاں تک کہ یہ حادثہ رونما ہوا۔

تاریخ طبری انگریزی ایڈیشن، ج۱۵، ص۱۹۸

عثمان کے خلاف بغاوت کی سب سے بڑی وجہ مروان اور کے ساتھیوں کی بدعنوانی تھی۔ انہی سازشوں کی بنیاد پر مروان خلیفہ بننے میں بھی کامیاب ہو گیا اور ٦٤ ہجری سے لیکر ٦٨ ہجری تک تخت پر براجمان رہا۔ بنی امیہ کے بقیہ تمام خلفاء اس ہی کی نسل سے ہوئے۔

۲) عبد اللہ ابن سعد

عثمان نے اپنے رضاعی بھائی عبداللہ ابن سعد کو مصر کی امارت سونپ دی۔ اس وقت مصر اسلامی سلطنت کا سب سے بڑا صوبہ تھا۔ ابن سعد نے اسلام کا اعلان کیا اور مکہ سے مدینہ آ گیا۔ رسول (ص) نے اسے کاتب وحی مقرر کر دیا۔ بہرحال، ابن سعد اسلام سے مرتد ہو گیا اور مکہ واپس پلٹ گیا۔ وہ کہا کرتا تھا، "میں بھی اپنے پر اتنی وحی نازل کروں گا کہ جتنی کہ اللہ محمد (ص) پر نازل کرتا ہے (نعوذ باللہ)۔

جب مکہ فتح ہو گیا تو رسول (ص) نے ابن سعد کے قتل کا حکم جاری کر دیا۔ اور حکم یہ تھا کہ اگر اسے کعبہ کے کپڑے میں لپٹا بھی پاؤ تو بھی قتل کر دو۔ ابن سعد عثمان کے گھر میں جا چھپا اور جب صورتحال کچھ ٹھنڈی ہوئی تو عثمان ابن سعد کو لے رسول (ص) کے پاس پہنچ گیا، اور اعلان کیا کہ ابن سعد اس کی پناہ میں ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

رسول (ص) اس پر بہت دیر تک خاموش رہے اور یہ امید کرتے رہے کہ حاضرین میں سے کوئی اٹھ کر اس دوران میں ابن سعد کو قتل کر دے۔ مگر صحابہ کرام رسول (ص) کے اس اشارے کو نہ سمجھ سکے۔ جب (بہت دیر تک) کوئی ابن سعد کو قتل کرنے کے لیے نہ اٹھا تو رسول (ص) نے آخر کار عثمان کی پناہ کی درخواست قبول کر لی۔

۳) ولید بن عقبہ

عثمان نے ولید بن عقبہ کو کوفہ کا امیر مقرر کر دیا جو کہ بنی امیہ سے تعلق رکھتا تھا اور عثمان کا رشتہ دار تھا۔ اس کے لیے عثمان کو کوفہ کے موجودہ امیر سعد بن ابی وقاص کو معزول کرنا پڑا جو کہ رسول (ص) کے مشہور صحابہ میں سے تھے اور غزوہ احد میں اپنی تیر اندازی کے جوہر دکھانے پر یاد کیے جاتے تھے۔

سعد ابن ابی وقاص کے مقابلے میں عقبہ کا کردار رسول (ص) کی زندگی میں انتہائی خراب تھا اور قران نے اس کو فاسق قرار دیا تھا۔ رسول (ص) نے اسی ولید بن عقبہ کو قبیلہ بنی مصطلق بھیجا تھا کہ زکوۃ اکھٹی کرے۔ ولید نے دور سے دیکھا کہ قبیلہ بنی مصطلق کے کچھ لوگ اس کی طرف گھوڑوں پر آ رہے ہیں۔ اس پر ولید ڈر گیا کیونکہ اس کے اور اس قبیلے کے درمیان پرانی دشمنی تھی۔ وہ وہاں سے ہی واپس پلٹ گیا اور رسول (ص) کو جھوٹی خبر دی کہ وہ لوگ آپ (ص) کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔

یہ سن کر مدینے کے مسلمان غصہ میں آ گئے اور کہنے لگے کہ ہم جا کر قبیلہ بنی مصطلق پر حملہ کرتے ہیں۔ اس پر اللہ نے قران کی یہ آیت نازل کی:

> "اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی جھوٹی خبر لے کر آئے تو اس خبر کی تصدیق کر لیا کرو، کہیں یہ نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔" (سورہ الحجرتٗ)

(اس آیت مبارکہ کی تفسیر کے ضمن میں دیکھیں تفسیر ابن کثیر، تفسیر جلالین، تفسیر قرطبی، ابو امینہ بلال فلپس تفسیر سورۃ الحجرات)

Presented by www.ziaraat.com

ابو امینہ بلال فلپس کس آیت کی تفسیر میں مزید کہتا ہے:

"نہایت احتیاط کی ضرورت ہے جب خبر دینے والے وہ لوگ ہوں کہ جن کا کردار مشکوک ہے یا جن کی ایمانداری ثابت نہیں یا جن کی گناہگاری مشہور ہو۔"

مگر عثمان اس ولید بن عقبہ کو سعد بن ابی وقاص جیسے صحابی کو معزول کرنے کس بعد کوفہ کا امیر مقرر کرتے ہیں کیونکہ یہ ان کا بنی امیہ کے حوالے سے رشتہ دار ہے۔ یہ ولید بن عقبہ کوفہ کا امیر بن جانے کے بعد بھی اپنی بدکاریوں پر قائم رہتا ہے۔ لوگوں نے عثمان سے اس کے بارے میں شکایات کیں کہ یہ شراب پیتا ہے اور ایک دن اس نے نشے کی حالت میں فجر کی نماز دو کی بجائے چار رکعت پڑھا دی۔ اس پر عثمان نے اسے گورنری سے معزول کر دیا اور حد جاری کر دی۔ مگر اس کی جگہ پھر اپنے ایک اموی رشتہ دار سعید بن العاص کو کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا۔

عثمان کی اور اُسکے وکلاء کی صفائیاں تاکہ عثمان کو بے گناہ ثابت کیا جائے

ابن جریر طبری نے مولا علی (ع) اور عثمان کے درمیان ہونے والے اس گفتگو کو نقل کیا ہے جو کہ عثمان کے قتل کے بہت پہلے کی صورتحال کو بہت واضح کرتا ہے:

[نوٹ: عثمان کے وکلاء طبری کی اس روایت کو ہر جگہ عثمان کے دفاع اور براۃ ثابت کرنے کے لیے نقل کرتے ہیں، کیونکہ اس میں عثمان نے اپنے اوپر لگے الزامات کا خود جواب دیا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ عثمان کے یہ وکلاء پوری روایت کو نقل کرنے کے، اس کو گول مول کر کے اسکی روایت کی تحریف شدہ صورت پیش کرتے ہیں۔

حوالے کے لیے دیکھیں سپاہ صحابہ کے آفیشل سائٹ www.kr-hcy.com پر موجود احسان الہی ظہیر اور ظفر احمد عثمانی کی کتب، جو انہوں نے عثمان کے دفاع میں لکھی ہیں۔ جبکہ ہم ذیل میں پوری روایت کو بغیر کسی تحریف کے پیش کر رہے ہیں]

Presented by www.ziaraat.com

امام واقدی نے محمد بن عبدالله سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے:

سن ۳۴ ہجری میں رسول ﷺ کے چند صحابہ نے دیگر اصحاب رسول ﷺ کو خطوط لکھے (جو کہ جہاد کی غرض سے دور دراز علاقوں میں گئے ہوئے تھے) کہ:
"تم لوگ واپس مدینہ چلے آؤ چونکہ اگر تمہیں جہاد ہی کرنا ہے تو جہاد یہاں ہمارےپاس مدینے میں ہی ہے۔"
[نوٹ: ادارہ دارالاشاعت کے اردو ایڈیشن میں اس روایت کے اس اوپر کے حصے کی مکمل تحریف کر دی گئی ہے۔

نیز یہی خطوط والی روایت امام جریر طبری نے واقدی کے علاوہ جعفر بن عبدالله محمدی سے دوسرے طریقے سے بھی نقل کی ہے جو کہ آگے آ رہی ہے]
اور ان لوگوں (اصحابِ رسول) نے عثمان کی برائیاں بیان کیں اور عثمان کے خلاف ایسی سخت ترین زبان استعمال کی کہ کسی اور کے لیے استعمال نہیں کی ہو گی۔ اور جب یہ اصحابِ رسول عثمان کے متعلق یہ آراء پیش کر رہے تھے اور سن رہے تھے تو کوئی ایسا نہیں تھا کہ جس نے انہیں اس سے منع کیا ہو یا اس سے روکا ہو [نوٹ: یہ تھا عثمان کے ساتھ اہلِ مدینہ کا سلوک] سوائے چند ایک لوگوں کے جیسے زید بن ثابت، ابو اسید الساعدی، کعب ابن مالک اور حسان ابن ثابت۔
لوگ علی (ع) کے پاس جمع ہو گئے اور آپ سے عثمان کے متعلق بات کی۔ اس پر علی (ع) عثمان کے پاس تشریف لائے اور کہا:
لوگ میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے تمہارے بارے میں مجھ سے بات کی ہے۔ ۔ ۔ ۔ الله کو یاد کرو! تمہیں اس کے بعد کوئی روشنی نہیں دکھا سکے گا کہ جب تم اندھے بن جاؤ۔ خدا کی قسم! تمہاری اس جہالت کے بعد کوئی تمہیں صحیح بات نہیں بتا سکتا۔ بے شک!

Presented by www.ziaraat.com

راستہ بالکل صاف اور روشن ہے، اور دین حق کی نشانیاں بالکل واضح ہیں۔

اے عثمان! یہ جان لو کہ اللہ کی نظر میں اس کا بہترین بندہ وہ ہے جو کہ انصاف پسند امام ہے۔ ایس امام جو کہ خود راہ حق کی طرف ہدایت یافتہ ہے اور جو دوسروں کو بھی سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ اور یہ اس لیے ہے کہ ایسا امام سنت رسول (ص) کی بالکل صحیح پیروی کرتا ہے اور گمراہی کی بدعات کو تباہ کرتا ہے۔ خدا کی قسم ہر چیز واضح ہے۔ حقیقی سنت رسول (ص) اور بدعات میں صاف فرق ہے۔ اور اللہ کی نظر میں بدترین امام وہ ہے جو کہ ظالم حکمران ہے۔ جو خود بھی گمراہ ہوا اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ ایسا امام سنت نبوی (ص) کو تباہ کرتا ہے اور بدعات کا اجراء کرتا ہے۔

بے شک میں نے رسول (ص) کو فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن ظالم امام کو لایا جائے گا اور اس کا کوئی مددگار اور بچانے والا نہیں ہو گا اور اسے جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔ اور اسے جہنم میں ایسے پیسا جائے گا جیسا کہ چکی میں کسی کو پیسا جاتا ہے۔ اور اسکے لیے دوزخ کا دردناک عذاب ہے۔

میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں (اے عثمان)، کہ اللہ سے اور اس کے اچانک آ جانے والے عذاب اور انتقام سے خبردار رہو۔ بے شک اسکا عذاب اور سزا انتہائی سخت اور دردناک ہے۔ میں تمہیں اس سے آگاہ کرتا ہوں اور یہ نہ ہو کہ تم اس قوم کے قتل کیے جانے والے سردار ہو۔ اور بے شک یہ کہا گیا ہے کہ اس قوم کے ایک سردار کو قتل کر دیا جائے گا، اور اس قوم پر خون آشام فتنے کھل جائیں گے اس دن تک کے قائم ہونے تک (جب امام مہدی تشریف لائیں گے)، اور اس کے معاملات بری طرح سے الجھ جائیں گے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ لوگ فرقوں میں بٹ جائیں گے اور وہ حق کو نہ پہچان سکیں گے کیونکہ باطل بہت بڑے پیمانے پر پھیل چکا ہو گا۔ وہ

Presented by www.ziaraat.com

لہروں کی طرح ادھر ادھر بہتے پھریں گے اور ان کی سمجھ میں کچھ نہ آئے گا۔

[مولا علیؑ کے الفاظ بہت واضح ہیں کہ اُن کی عثمان کے متعلق کیا رائے تھی]

عثمان نے جواب دیا:

بخدا، مجھے علم ہے کہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں جو تم نے کہا ہے۔ مگر بخدا، اگر تم میری جگہ پر ہوتے تو میں تم پر الزام نہ لگاتا اور نہ ہی تم کو اکیلا چھوڑتا، نہ تم کو شرمندہ کرتا اور نہ ہی ناانصافی کا برتاؤ کرتا۔ اگر میں نے اقرباء پروری سے کام لیا ہے اور اپنے رشتہ داروں کو اہم مناصب اور گورنری پر فائز کیا ہے، تو ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جن کو عمر بن الخطاب مقرر کیا کرتے تھے۔ اے علی، میں خدا کے نام پر کہتا ہوں کہ کیا تمہیں پتا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ ان میں سے نہیں ہے؟ علی (ع) نے کہا: ہاں۔ پھر عثمان نے کہا: کیا تمہیں پتا ہے کہ یہ عمر تھے جنہوں نے اسے گورنر مقرر کیا تھا۔ علی (ع) نے کہا: ہاں۔ پھر عثمان نے کہا: تو پھر تم مجھ کو کیوں الزام دے رہے ہو کہ میں نے اسے اس لیے گورنر مقرر کیا ہے کونکہ یہ میرا رشتہ دار ہے۔

[نوٹ: یہ عثمان کی طرف سے اُس کی صفائی تھی جو کہ آج تک ناصبی حضرات پورے زور و شور سے پیش کرتے آ رہے ہیں۔ مگر اس صفائی پر مولا علیؑ نے کیا تبصرہ کیا، اسے ناصبی حضرات مکمل گول کر جاتے ہیں۔]

اس پر علی (ع) نے کہا:

میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ہر کوئی، جسے عمر نے مقرر کیا، اس پر عمر نے کڑی نگرانی بھی رکھی اور عمر ان کی کھنچائی کرتا رہا۔ اگر عمر نے اس کے خلاف ذرا سی بھی کوئی بات سنی تو فورا درے سے ان کی خبر لی اور انہیں سزا دی۔ لیکن تم یہ نہیں کرتے

Presented by www.ziaraat.com

ہو۔ تم اپنے رشتہ داروں سے کمزور پڑ جاتے ہو اور نرم ہو۔ عثمان نے کہا: یہ تمہارے بھی تو رشتہ دار ہیں۔ علی نے جواب دیا: قسم ہے، ان کی مجھ سے قریبی رشتہ داری ہے لیکن قابلیت دوسرے لوگوں میں پائی جاتی ہے۔

عثمان نے کہا:

کیا تمہیں پتا ہے کہ عمر نے معاویہ کو اپنے پورے دور میں گورنر کے منصب پر فائز رکھا؟ اور میں نے بھی یہی کیا ہے۔

علی نے کہا:

میں اللہ کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں پتا ہے کہ معاویہ عمر سے اتنا ڈرتا تھا کہ عمر کا اپنا غلام بھی اس سے اتنا نہیں ڈرتا تھا؟ عثمان نے کہا: ہاں۔ علی نے مزید کہا: اس نوبت اس بات کی آ گئی ہے کہ معاویہ ہر معاملے میں فیصلہ صادر کر دیتا ہے اور تم سے مشورہ کرنا تک بھی گوارا نہیں کرتا، اور تمہیں اس کا علم ہے۔ معاویہ لوگوں کو کہتا ہے، "یہ عثمان کا حکم ہے"۔ اور تم یہ سب کچھ سنتے ہو اور اس کی سرکوبی نہیں کرتے ہو۔

[نوٹ: دیکھئے کہ مولا علیؑ کیسے عثمان کی ان بودے بہانوں کا رد کر رہے ہیں۔ مگر ناصبی حضرات ہیں کہ آج تک انہیں بودے بہانوں سے لپٹے ہوئے ہیں]

پھر علی عثمان کو چھوڑ کر چلے گئے اور عثمان نے اپنی راہ لی اور منبر پر آ کر کہا:

بخدا تم نے مجھے ان چیزوں کے لیے الزام دیا ہے جو کہ تم عمر سے متوقع رکھتے تھے۔ جبکہ عمر تم کو اپنے جوتوں پر رکھتا تھا، ہاتھوں سے پٹائی کرتا تھا اور زبان سے لعن طعن کرتا تھا۔ پس تم اسکی اطاعت کرتے تھے، چاھے تمہیں یہ بات پسند آتی تھی یا نہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

مگر میں تمہارے ساتھ نرمی برتتا ہوں۔ میں تمہیں اپنی گردن پر سوار ہونے دیتا ہوں اور اپنے ہاتھوں اور زبان پر قابو رکھتا ہوں۔ اسی لیے تم مجھ سے نخرہ کرتے ہو۔ بخدا، میں اپنے اقرباء کے حوالے سے مضبوط ہوں اور بہت سے حمایتی رکھتا ہوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بخدا میں اسی سلوک کا مستحق ہوں جو کہ تم مجھ سے پہلے کے دو خلفاء کے ساتھ کرتے رہے ہو۔ اب بیت المال میں اضافی رقم موجود ہے، تو میں اس اضافی رقم کو کیوں نہ ایسے خرچ کروں جیسا میرا دل چاہے؟ ورنہ میں سردار ہی کیوں بنا ہوں؟

تاریخِ طبری، انگلش ایڈیشن، جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۳ تا ۱۴۴

(ادارہ دارالاشاعت کے اردو ترجمے میں تحریف ہے]

Presented by www.ziaraat.com

باب ۸ ۔ سیف بن عمر کذاب اور اسکے پیروکاروں کے اصحاب رسول (ص) کے خلاف الزامات

رسول (ص) کے دو قریب ترین اصحاپ ابو ذر غفاری (ر) اور عمار یاسر (ر) نے عثمان سے کھل کر اختلاف کیا اور جواب میں عثمان نے ان پر تشدد کیا۔ سیف بن عمر کذاب اور اسکے پیروکاروں کو عثمان کو اس معاملے میں بے گناہ ثابت کرنا ناممکن نظر آیا تو انہوں نے الٹا ان برگذیدہ اصحاب رسول (ص) پر بدترین الزامات عائد کر دیے اور انہیں عبد اللہ ابن سبا کا شاگرد ثابت کرنا شروع کر دیا۔

احسان الہی ظہیر نے سیف ابن عمر کذاب کی پیروی کا حق ادا کرتے ہوئے ان بہترین اصحاب رسول (ص) پر یہ الزامات لگائے ہیں:

۱)عمار یاسر (ر) کو مصر میں موجود سبائیوں نے عثمان کے خلاف ورغلایا اور ان کو اپنے جال میں پھنسا لیا۔
۲)مصر سے جو لوگ عثمان کو قتل کرنے کی غرض سے آئے تھے، عمار یاسر (ر) کے ان سے تعلقات تھے اور آپ ان کی پشت پناہی کر رہے تھے۔
۳)ابو ذر غفاری (ر) نے سبائی عقائد کو قبول کر لیا اور لوگوں کو سونا اور چاندی جمع کرنے سے روکنے لگے۔
۴)عبد اللہ ابن سبا مستقل ابو ذر غفاری (ر) کے پاس آیا کرتا تھا اور انہیں معاویہ اور عثمان کے خلاف بھڑکایا کرتا تھا۔
۵)عبد اللہ ابن سبا نے حضرت عبادہ اور ابو الدرد کو بھی ورغلانا چاہا، مگر وہ ابو ذر غفاری (ر) کی طرح اسکی باتوں میں نہیں آئے، بلکہ حضرت عبادہ ابن سبا کو پکڑ کر معاویہ کے پاس لے گئے اور اسے بتایا کہ ابو ذر غفاری اس شخص کی باتوں میں آ کر تمہارے خلاف بولتا ہے۔
۶)ابو ذر غفاری (ر) نے کعب الاحبار کو گالیاں دیں اور ایک ضرب لگا کر اس کا سر پھاڑ دیا، کیونکہ وہ ان کے سبائی عقائد کے خلاف بولا تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

(حوالے کے لیے دیکھیے سپاہ صحابہ کے آفیشل ویب سائٹ www.kr-hcy.com پر موجود احسان الہی ظہیر کی کتاب Shia's and Shiaism, there Genesis and Evolution)

قولِ رسول اللہ (ص) بمقابلہ قولِ سیف بن عمر کذاب اور اس کے ناصبی پیروکار

سیف بن عمر کذاب اور اس کے یہ پیروکار پچھلے بارہ سو سالوں سے ان برگزیدہ ہستیوں کے خلاف جو الزامات لگا رہے ہیں، اصل میں یہ رسول (ص) کی توہین کر رہے ہیں اور آپ (ص) کو جھوٹا بول رہے ہیں (نعوذ باللہ)۔

آئیے دیکھتے ہیں کہ رسول (ص) نے ان مقدس ہستیوں کے متعلق کیا فرمایا ہے۔

۱) ابو ذر غفاری ان چار ممتاز افراد کی فہرست میں تیسرے نمبر پر ہیں جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی۔ بلکہ یہ تو اسلام قبول کرنے سے قبل بھی موحد تھے۔ آپ نے اسلام کے طلوع ہونے کے بعد کھل کر کعبہ کے سامنے اپنے ایمان کا اظہار کر دیا۔ کفار مکہ نے آپ کو اتنا مارا کہ آپ مرنے کے قریب ہو گئے اور بعد میں رسول (ص) کی ہدایت پر آپ اپنے قبیلے کی طرف واپس لوٹ گئے۔

غزوہ بدر اور احد کے بعد آپ دوبارہ رسول (ص) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر آپ (ص) کی وفات تک آپ (ص) کی خدمت میں حاضر رہے۔ شیخین کے دور میں انہیں دمشق بھیج دیا گیا جہاں آپ نے معاویہ کو اس کی غلط کارستانیوں پر بہت لعن طعن کی۔ اس پر معاویہ نے عثمان سے ان کی شکایت کر دی اور عثمان نے انہیں ربذہ میں شہر بدر کر دیا، جہاں آپ کا انتقال ہوا۔ ربذہ اپنی بدترین آب و ہوا کی وجہ سے مشہور تھا۔

۲) عمار یاسر (ر) اسلام قبول کرنے میں سبقت کرنے والوں میں ساتویں نمبر پر تھے۔ آپ کی والدین اور آپ کو اسلام لانے کی سزا کے طور پر کفار مکہ نے بہت اذیتیں دیں، حتی کہ آپ کے والدین کو شہید کر دیا لیکن آپ مدینہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

Presented by www.ziaraat.com

عمار یاسر (ر) نے جنگ جمل اور صفین میں مولا علی (ع) کی معیت میں عائشه اور معاویه کے خلاف جنگ میں حصه لیا۔ اور صفین کی جنگ میں معاویه کے لشکر نے آپ کو ۹۳ سال کی عمر میں شہید کر دیا۔

رسول (ص) نے فرمایا:

> "الله نے مجھے حکم دیا ہے که میں ان چار اصحاب سے محبت رکھوں کیونکه الله ان سے محبت رکھتا ہے۔" دوسرے صحابه نے پوچھا که یه کون چار لوگ ہیں۔ اس پر رسول (ص) نے جواب دیا، "علی ان میں سے ہیں (اور اسے تین دفعه دہرایا)، ابو ذر، سلمان فارسی اور مقداد"
>
> سنی حوالے:
>
> سنن ابن ماجه، ج۱، ص۵۲، حدیث۱۴۹
>
> المستدرک الحاکم، ج۳، ص۱۳۰
>
> مسند احمد بن حنبل، ج۵، ص۳۵۶
>
> فضائل صحابه، امام احمد بن حنبل، ج۲، ص۶۴۸، حدیث ۱۱۰۳
>
> حلیة الاولیاء، ج۱، ص۱۷۲

پس سیف بن عمر کے یه پیروکار ان دو اصحاب پر جھوٹے الزامات لگا کر اور ان کی توہین کر کے نه صرف رسول (ص)، بلکه الله کی بھی توہین کر رہے ہیں۔

الله کے نبی (ص) نے ان کے متعلق یه بھی فرمایا:

> "الله نے تمام انبیاء کو سات سچے حواری عطا کیے جبکه مجھے ایسے چوده حواری عطا کیے ہیں۔" پھر آپ (ص) نے ان میں علی، حسن، حسین، حمزه، جعفر، عمار بن یاسر، ابو ذر، مقداد اور سلمان فارسی کو شامل فرمایا۔"
>
> سنی حوالے:
>
> صحیح الترمذی، ج۵، ص۳۲۹
>
> مسند احمد بن حنبل، ج۱، ص۸۸

Presented by www.ziaraat.com

فضائل صحابه، امام احمد بن حنبل، ج۲، حدیث ۱۰۹
حلیة الاولیاء، ج۱، ص۱۲۸

اسی طرح ترمذی، احمد، حاکم اور بہت سے دوسرے محدثین نے نقل کیا ہے کہ رسول (ص) نے فرمایا:

"آسمان نے کبھی ایسے شخص پر سایہ نہیں کیا اور نہ زمین پر ایسا شخص آیا ہے جو کہ ابو ذر سے زیادہ راست گو اور سچا ہو۔ یہ زمین پر ایسے ہی بے نیازی سے چلتا ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم (ع) چلا کرتے تھے۔ "
سنی حوالے:
صحیح الترمذی، ج۵، ص۳۳۴، حدیث۳۸۸۹
مسند احمد بن حنبل، حدیث ۶۵۱۹، حدیث۶۶۳۰، حدیث ۷۰۷۸ المستدرک الحاکم، ج۳، ص۳۴۲
طبقات ابن سعد، ج۴، ج۱، ص۱۶۷

ابن ماجہ نے اپنی مستند سنن میں مولا علی (ع) سے روایت کی ہے:

"میں رسول (ص) کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ عمار (ر) رسول (ص) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول (ص) نے ان کی آمد پر کہا، "پاکباز اور نیک لوگوں کو خوش آمدید ہو۔" ابن ماجہ نے عائشہ سے یہ بھی روایت کی ہے کہ اللہ کے رسول (ص) نے فرمایا، "جب بھی عمار یاسر کو دو چیزوں میں کوئی ایک چیز منتخب کرنی ہو گی تو وہ ان دونوں میں سے ہمیشہ زیادہ صحیح چیز کو منتخب کریں گے۔"

عمار کے متعلق اللہ کے نبی (ص) کے اور بہت سی احادیث ہیں، جیسا کہ آپ (ص) نے فرمایا:

"عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔"
سنی حوالے:

Presented by www.ziaraat.com

صحیح مسلم، حدیث۶۹۶۶ سے لیکر ۶۹۷۰ (پانچ احادیث)
مستدرک الحاکم، ج۳، ص۳۸۳

اگر اس باغی گروہ کو دیکھنا ہو تو ہم مسند احمد بن حنبل اور طبقات ابن سعد دیکھتے ہیں، جنہوں نے یہ روایت نقل کی ہے:

"جنگ صفین میں، جب کہ عمار یاسر کا سر کاٹ کر اسے معاویہ کے سامنے پیش کیا گیا، تو اس سر پر معاویہ کی فوج کے دو سپاہی جھگڑ رہے تھے اور دونوں دعوی کر رہے تھے کہ عمار کو انہوں نے شہید کیا ہے۔"
سنی حوالے:
مسند احمد بن حنبل، حدیث۶۵۳۸ اور ۶۹۲۹
طبقات ابن سعد، ج۳، ص۲۵۳
اسی طرح الترمذی نے یہ روایت نقل کی ہے:

"جب رسول (ص) کو یہ خبر پہنچی کہ عمار اور آپ کے والدین کو مکہ میں اذیتیں دی جا رہی ہیں تو آپ (ص) نے فرمایا:

"اے یاسر کے گھر کے لوگو، صبر کرو۔ تمہاری منزل جنت فردوس ہے۔"
(صحیح ترمذی، ج۵،ص۲۳۳۹)

پس عمار اور آپ کے والدین پہلے لوگ تھے جنہیں رسول (ص) نے جنت کی بشارت دی تھی۔

اب ہم یہ فیصلہ ارباب دانش و فہم پر چھوڑتے ہیں کہ آیا وہ رسول (ص) جیسے صادق کا یقین کرتے ہیں یا سیف بن عمر جیسے کذاب اور اس کے پیروکاروں کے ان مقدس شخصیات پر لگائے گئے الزامات پر یقین کرتے ہیں۔

لعنت اللہ علی الکاذبین

سپاہ صحابہ کے پسندیدہ اور اہل حدیث کے مشہور عالم، احسان الہی ظہیر نے سیف بن عمر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، جناب ابو ذر غفاری کی شان میں جو بیہودہ گوئیاں کی ہیں اور جو

Presented by www.ziaraat.com

الزامات لگائے ہیں، قارئین کی سہولت کے پیش نظر، ہم اسے یہاں نقل کرتے ہیں، تاکہ وہ ان ناصبین کی اندر کی گندگی کو دیکھ سکیں۔

Hadhrat Abu Zar:

An excerpt from Ibn Kahldun's history will serve to clarify the misunderstanding related to Hadhrat Abu Zar: One of the alleagations against Hadhrat Uthman was that he first extradited Hadhrat Abu Zar to Syria and then from Madina to Rabzah. What had actually compelled Hadhrat Uthman to take such a drastic action was Hadhrat Abu Zar's stark piety, his readiness to induce people to face hardships and his missionary zeal to force people to lead the life of a recluse in this world of noise and bustle. It was one of his pet lines that no one was entitled to hoard more than a day's stock of previsions. He used to deliver fire and brim-stone sermons against hoarding silver and gold. <u>His harangues were based on virtue and piety but Ibn Saba capitalized on his simplicity. He visited him frequently and provoked him against Hadhrat Mu'awiyyah. He used to din into his ears Hadhrat Mu'awiyyah's catch-phrase that everything belonged to Allah was only a diplomatic ploy to grap goods for personal use and to wriggle out of his commitment to spend them on the Muslims.</u> He apologized and promised that in future he would replace it by the slogan that all goods belonged to Muslims. <u>Ibn Saba also tried to poison the mind of Hadhrat Abu Aldard and Hadhrat Ubadah bin Samit but they reprimanded him. Hadhrat Ubadah caught hold of him and took him to Hadhrat Ubadah caught hold of him and took him to Hadhrat Mu'awiyyah and told him that he was the man who had provoked Hadhrat Abu Zar against him.</u> When Hadhrat Abu Zar intensified his maligning campaign against Hadhrat Mu'awiyyah, he lodged a complaint with Hadhrat Uthman who summoned him and told him: What's the matter? The natives of Syria complain against you. After Abu Zar had tendered his explanation, Hadhrat Uthman said: People cannot be force to live like recluses. It is my duty to arbitrate among them in accordance with divine commands and to persuade them to lead moderate lives. Hadhrat Ahu Zar replied: I'll be pleased with the affluent only when they spend all their wealth on good deeds, treat their Muslims brothers and neighbours humanely and show mercy to them. On hearing this K'aab Ahbar replied that anyone who fulfilled his duties in fact fulfilled his obligations. At this Abu Zar clubbed him so harshly that his head was injured. He also said to him: O son of a Jewish woman! What do you know about these matters? Hadhrat Uthman apologized to K'aab and begged him to condone the injury which he readily condoned. Then Hadhrat Abu Zar sought Hadhrat Uthman's permission to leave Madinah and explained that the

Presented by www.ziaraat.com

Prophet (peace be upon him) had commanded him to leave Madinah when the buildings in the town extended as far as the mountain of Sila.

Hadhrat Uthman gave him permission to leave. He confined himself to a spot at Rabzah and constructed a mosque there.
Hadhrat Uthman despatched him a number of camels and appointed two slaves to serve him, and also fixed from the public exchequer a stipend for him. Hadhrat Abu Zar also visited Madinah off and on. This is the reality but the Sabais have given it the complexion of an allegation against Hadhrat Uthman.

The details illuminate different facets of the problem:

Hadhrat Abu Zar fell into the trap laid by Abdullah bin Saba on account of his piety and simplicity and became susceptible to provocation a his hands.

Hadhrat Abu Zar invited people to do things which had been done neither by the companions of the Prophet (peace be upon him) nor by Muslims rulers. Even Hadhrat Ali during his tenure failed to act out these eccentricities. In other words, Hadhrat Abu Zar was asking people to do the impossible.

The views and opinions of Hadhrat Abu Zar were marked by a rare degree of violence. A practical demonstration of his violent nature was the amount of beating he inflicted on K'aab Ahbar…..

[نوٹ: یہ تمام کا تمام مواد احسان الہی ظہیر نے سیف ابن عمر کذاب سے لیا ہے، جس کی ۵ روایات ابن جریر طبری نے سن ۳۵ کے حالات کے ضمن میں نقل کیں ہیں (جس میں سیف کذاب نے حضرت ابو ذر پر یہ الزامات لگائے ہیں)۔

ہمارا یہ ناصبین کو چیلنج ہے کہ وہ ابو ذر جیسے بلند پایہ صحابی پر ان الزامات ثابت کرنے کے لئے (کہ وہ عبداللہ ابن سبا یہودی کے پیروکار بن گئے تھے) سیف کذاب سے پاک ایک ہی صحیح روایت پیش کر دیں]

اب ہم یہ اپنے محترم قارئین پر چھڑتے ہیں کہ وہ خود انصاف کریں کہ آیا وہ رسول (ص) ان تعریفی کلمات پر یقین کرتے ہیں جو کہ رسول (ص) نے عمار یاسر اور ابو ذر غفاری جیسے صحابہ کے لیے کہے ہیں، یا پھر وہ احسان اللھی ظہیر کے ان الزامات پر یقین کرتے ہیں جو کہ اس

نے ان بزرگ صحابہ پر سیف ابن عمر کذاب کے حوالے سے لگائے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

باب ۹ ۔ کیا واقعی سبائیوں/شیعوں نے جنگ جمل شروع کی؟

گذشتہ ساڑھے بارہ سو سال سے سیف ابن عمر کذاب کے پیروکار یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ جنگ جمل شروع کرنے کے ذمہ دار شیعہ تھے۔ اور انہوں نے رات کو دونوں طرف کی افواج پر حملہ کر دیا کیونکہ مولا علی (ع) اور دوسری طرف عائشہ، طلحہ اور زبیر کے درمیان مذاکرات کامیاب ہونے والے تھے۔ جبکہ سبائی/شیعہ چاہتے تھے کہ دونوں افواج ایک دوسرے پر الزام لگائیں کہ انہوں نے جنگ کا آغاز کیا تھا۔ یہ سازش ان مذاکرات کو ناکام کر دے گی جو کہ قاتلین عثمان کو سزا دینے کے لیے منعقد ہو رہے تھے۔

اگر سپاہ صحابہ اور اہل حدیث اس کا انکار کرتے ہیں کہ وہ سیف ابن عمر کذاب کے پیروکار ہیں تو ان کو چیلنج ہے کہ وہ شیعوں پر لگائے گئے اس الزام کو ثابت کرنے کے لیے کوئی ایک روایت ایسی لے آئیں جس کے سلسلہ رواۃ میں سیف ابن عمر کذاب کا نام نہ ہو۔

اور یہ کذاب کے پیروکار ایسے اندھے مقلدین ہیں کہ انہیں سیف کے مقابلے میں یہ واضح اور روشن روایات نظر نہیں آتیں جو کہ کھل کر اس جنگ کا حال بیان کرتی ہیں۔

۱) الشعبی روایت کرتا ہے:

> امیر المومنین کے میمنہ نے بصرہ کی فوج کے میسرے پر حملہ کیا۔ انہوں نے ایک دوسرے کا مقابلہ کیا اور بصرہ کے فوج میں شامل کچھ قبائل نے عآئشہ (کی حفاظت کی خاطر) کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ یہ جنگ طلوع آفتاب کے بعد شروع ہوئی اور شام تک جاری رہی۔ اس میں بصرہ کی فوج کو شکست ہوئی اور ان میں ایک آدمی بولا، "واپس آؤ اور پلٹ کر حملہ کرو۔"
>
> محمد بن حنفیہ نے اس پر وار کیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔
>
> (تاریخ طبری، ۳۶ ہجری کے واقعات)

Presented by www.ziaraat.com

۲) عمرو نے ابو بکر الہذلی سے قتادہ کا یہ قول بیان کیا ہے:

جب دونوں افواج ایک دوسرے کے آمنے سامنے آئیں، تو زبیر اپنے گھوڑے پر نمودار ہوا اور وہ ہتھیاروں سے لیس تھا۔ لوگوں نے علی سے کہا کہ یہ زبیر ہے۔ اس پر علی نے کہا، "ان دونوں میں زبیر سے امید کی جا سکتی ہے کہ وہ اللہ کو یاد رکھے گا۔" طلحہ کا بھی سامنا علی سے ہوا۔ جب علی نے انہیں دیکھا تو کہا، "بے شک تم لوگوں نے گھوڑے، ہتھیار اور فوجی تیار کیے ہیں۔ مگر تم نے قیامت کے دن کے لیے کیا بہانہ تیار کیا ہے جب کہ تم اپنے خدا کا سامنا کرو گے؟۔ ۔ ۔ کیا وجہ ہوئی ہے کہ تم نے میرا خون اپنے اوپر حلال کر لیا ہے؟ طلحہ نے جواب دیا، "تم نے لوگوں کو عثمان کے خلاف بھڑکایا ہے۔"

امام علی نے جواب میں قران کی یہ آیت تلاوت پڑھی: "قیامت کے دن اللہ ان کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا۔ ۔ ۔(القران ۲۴:۲۵)۔ پھر علی نے مزید فرمایا، "طلحہ، کیا تم عثمان کے قتل کے لیے لڑتے ہو؟ اللہ عثمان کے قاتلوں پر لعنت کرے۔ زبیر کیا تمہیں یاد ہے کہ ایک دن تم رسول (ص) کے پاس سے گذرے تو اللہ کے رسول (ص) نے میری طرف دیکھا اور مسکرائے؟ میں نے بھی مسکراہٹ کے ساتھ ان کا جواب دیا تو اسپر تم نے آپ (ص) سے کہا، " ابن ابو طالب ہمیشہ ہی غرور میں رہتے ہیں۔"

رسول (ص) نے جواب دیا: "علی ابن طالب ہرگز مغرور نہیں ہیں اور ایک دن تم ان سے ناحق جنگ کرو گے۔ زبیر نے کہا کہ بخدا یہ سچ ہے۔ اگر مجھے یہ بات یاد رہ جاتی تو میں یہ سفر ہی نہ کرتا۔ بخدا میں کبھی تمہارے خلاف نہ لڑوں گا۔

اس کے بعد زبیر حضرت عائشہ کے پاس گیا اور کہا کہ آپ کا جو بھی فیصلہ ہے اس میں میں غور و فکر کرنے کے بعد میں اس پر متفق

Presented by www.ziaraat.com

نہیں ہوں۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ آخر تمہارا ارادہ کیا ہے۔ زبیر نے جواب دیا کہ میں ان لوگوں کو اس حال میں چھوڑ کر کہیں اور چلا جاؤں گا۔ عبد اللہ ابن زبیر (جو کہ زبیر کا بیٹا تھا) نے کہا کہ پہلے تم نے دو غار کھودے اور اب جب لوگ ان میں گرنے لگے تو تم انہیں چھوڑ کر جا رہے ہو۔ اصل میں علی کے جھنڈے کے نیچے تمہیں موت نظر آ رہی ہیے اس لئے تم جا رہے ہو۔ زبیر نے کہا کہ میں قسم کھا چکا ہوں کہ اب علی سے جنگ نہیں کروں گا۔ مجھے وہ بات بھی یاد ہے جو انہوں نے مجھے یاد دلائی تھی۔ اس پر عبد اللہ ابن زبیر نے کہا کہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دیں اور جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔

اس گفتگو کے بعد عبداللہ ابن زبیرنے اپنے باپ زبیر کے غلام مکحول کو بلایا اور اُسے آزاد کر دیا۔ اس واقعہ پر عبدالرحمٰن بن سلیمان التمیمی نے یہ اشعار کہے:

میں نے آج سے زیادہ بھائی چارہ کا دن نہیں دیکھا

مجھے تو کفارہ دینے والے پر تعجب ہے کہ خدا کی نافرمانی میں غلام آزاد کر رہا ہے

تاریخِ طبری، جلد سوم، حصہ دوم، صفحہ ۵۲۰، سن ۳۵ کے حالات

مزید سنی حوالے:

- تاریخ ابن اثیر، ج۳، ص۲۴۰
- الاستیعاب، ابن عبد البر، ج۲، ص۵۱۵
- اسد الفابہ، ج۲، ص ۲۵۲
- الاصابہ، ابن حجر عسقلانی، ج۲، ص۵۵۷

Presented by www.ziaraat.com

اس روایت سے صاف پتا چلتا ہے کہ جنگ کا آغاز رات کو نہیں ہوا تھا، بلکہ جنگ صبح ہو جانے کے بعد شروع ہوئی اور اس سے پہلے علی اور طلحہ و زبیر کے درمیان گفتگو ہوئی تھی۔

۳)الذہبی نے روایت نقل کی ہے:

> "جنگ جمل کے دن ہم علی کی فوج میں شامل تھے۔ علی نے (جنگ شروع ہونے سے پہلے) طلحہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اس سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ طلحہ (اپنی فوج سے) آگے نکل کر آیا۔ علی نے طلحہ سے کہا: "میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے رسول ص کو فرماتے نہیں سنا کہ: جس جس کا میں مولا، اس اس کا یہ علی مولا ہے۔ اے خدایا، تو ہر اس شخص سے محبت رکھ جو علی سے محبت رکھے۔ اور تو ہر اس شخص سے دشمنی رکھ جو کہ علی سے دشمنی رکھے؟" طلحہ نے جواب دیا: "ہاں۔" اس پر علی نے کہا: "پھر تم مجھ سے کیوں لڑنا چاہتے ہو؟"
> سنی حوالے:
> ۱. المستدرک الحاکم، ج۳، ص۱۶۹/۳۷۱
> ۲. مروج الذھب، ج۳، ص۳۲۱
> ۳. مجمع الزواید، ج۹، ص۱۰۷

۴) یحیی ابن سعد روایت کرتے ہیں:

> "مروان بن حکم (جنگ جمل میں) طلحہ کی صفوں میں شامل تھا۔ اس نے دیکھا کہ طلحہ پسپائی اختیار کر رہا ہے (جب اس کی فوج کو جنگ میں شکست ہونے والی تھی)۔ چونکہ مروان اور تمام بنی امیہ اسے اور زبیر کو حضرت عثمان کا قاتل سمجھتے تھے، اس لیے اس نے طلحہ پر کھینچ کر ایک تیر چلایا جس سے وہ بری طرح زخمی ہو گیا۔ پھر اس نے ابان، جو کہ حضرت عثمان کا بیٹا تھ، کو کہا: "میں نے تم کو تمہارے باپ کے ایک قاتل سے نجات دلا دی ہے۔" طلحہ کو بصرہ میںدر ایک اجڑے ہوئے گھر میں لایا گیا جہاں

Presented by www.ziaraat.com

اس کا انتقال ہو گیا۔"
سنی حوالے:
۱)طبقات ابن سعد، ج۳، حصہ اول، ص ۱۵۹
۲)الاصابہ، بقلم ابن حجر عسقلانی، ج۳، ص۵۳۲
۳)تاریخ ابن اثیر، ج۳، ص۲۴۴
۴)اسد الغابہ، بقلم ابن عبد البر، ج۲، ص۷۶۶
۵)تاریخ ابن کثیر، ج۷، ص۲۴۸
۶)المستدرک الحاکم، ج۳، ص۱۶۹

۵) الزھری، جو کہ ناصبین کا ایک اور اہم راوی ہے اور اہل بیت سے اپنی دشمنی میں مشہور ہے، اس نے امام علی ع اور طلحہ و زبیر کے درمیان ہونے والی اس گفتگو کا ذکر کیا ہے:

ابن جریر طبری نے زہری کے حوالے سے بیان کیا ہے:
جب علیؑ کو بصرہ میں حکیم بن جبلہ اور اسکے ستر آدمیوں کے قتل کی خبر ملی تو علیؑ بصرہ کے جانب روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ بارہ ہزار کا لشکر تھا۔ اور علیؑ مقتولین کے لئے یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

یا لھف نفسی علی ربیعة ۔ ربیعة السامعة المطیعة
سنتھا کانت بھا الوقیعة

اور میری جان ربیعہ پر قربان ہو جو کہ باتوں کو سننے والا اور پھر اطاعت کرنے والا تھا۔
تمام جنگوں میں اُس نے نے یہی مثال قائم کی

جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں تو علیؑ گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھے اور زبیر کو پکارا۔ جب زبیر قریب آیا تو علیؑ نے پوچھا کہ اے زبیر! یہ فوج لے کر کیوں آئے ہو؟ زبیر نے جواب دیا کہ میں آپ کو اپنے سے زیادہ اس خلافت کو اہل نہیں سمجھتا ہوں۔ علیؑ نے کہا کہ تم خود بھی عثمان کے بعد اس خلافت کے اہل نہیں

Presented by www.ziaraat.com

تھے۔ اور ہم تمہیں بنو عبدالمطلب میں سمجھتے تھے مگر تمہارے اس نالائق بیٹے (عبداللہ ابن زبیر) نے تمہیں کہیں کا نہیں چھوڑا اور اس مقام تک پہنچا دیا کہ ہم میں اور تم میں یہ تفرقہ پیدا ہو گیا۔

اس کے بعد علیؑ نے زبیر کو رسول ﷺ کا وہ قول یاد دلایا کہ ایک دن رسولﷺ وہاں سے گذرے کہ جہاں ہم دونوں کھڑے ہوئے تھے۔ اور ہمیں اکھٹا دیکھ کر رسولﷺ نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ تیرا پھوپی کا بیٹا کیا کہہ رہا ہے؟ اور یہ ایک دن تم سے جنگ کرے گا اور اُس وقت یہ ظلم کرنے والوں میں سے ہو گا۔

رسولﷺ کا یہ قول یاد آتے ہیں زبیر میدانِ جنگ سے پلٹ گیا اور قسم کھانے لگا کہ وہ اس جنگ میں حصہ نہیں لے گا، اور اپنے بیٹے عبداللہ ابن زبیر سے کہا کہ مجھے اس جنگ میں بھلا نظر نہیں آ رہا ہے۔

عبداللہ ابن زبیر نے کہا کہ آپ برا بھلا سب سوچ کر اس جنگ پر نکلے تھے، مگر جب سے آپ نے علیؑ کے علم (جھنڈے) کے نیچے اپنی موت کو دیکھا ہے آپ جنگ سے جدا ہو رہے ہیں۔

زبیر نے کہا (جو بھی ہو) مگر میں جنگ نہ کرنے کہ اب قسم کھا چکا ہوں۔

اس پر عبداللہ ابن زبیر نے کہا کہ آپ اپنے غلام سرجس کو آزاد کر کے قسم کا کفارہ ادا کر دیں۔ اس پر زبیر نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا اور فوج کی صفوں میں پھر جا کھڑا ہوا۔

اس پر علیؑ نے پھر زبیر سے کہا کہ تم مجھ سے عثمان کے خون کا قصاص مانگتے ہو، جبکہ یہ تم ہی تو ہو کہ جس نے عثمان کو قتل کیا ہے۔ اور (تمہارے اس فعل کے) باعث اللہ نے ہمیں آج یہ برا دن دکھلایا ہے جو کہ ناپسندیدہ ہے۔

اسی طرح علیؑ نے طلحہ سے کہا کہ تم ام المومنین کو میدانِ جنگ میں نکال لائے ہو تاکہ اُن کے زور پر جنگ کر سکو۔ حالانکہ تم نے اپنی بیوی کو اپنے گھر میں چھپا کر بٹھا رکھا ہے۔ اور کیا تم نے

Presented by www.ziaraat.com

میری بیعت نہیں کی تھی؟
طلحه نے جواب دیا که بیعت تو یقیناً کی تھی، مگر اُس وقت میری گردن پر تلوار لٹک رہی تھی اور یه بیعت مجبوری میں کی گئی تھی۔
(اس موقع پر علی نے ان کو امن کی دعوت دی تا که ان کے تمام بہانے ختم ہو جائیں)۔ علی نے اپنی فوج سے مخاطب ہو کر پوچھا: "تم میں سے کون ہے جو که یه قران اور اس میں جو لکھا ہے، اسے دشمن کی فوج کو دکھائے اس حوصله کے ساتھ که اگر اس کا ایک ہاتھ کٹ جائے تو وہ اس دوسرے ہاتھ سے اسے پکڑ لے۔ ۔ ۔ ؟
ایک کوفی نوجوان نے کہا: "میں اس کام کے لیے تیار ہوں۔"
علی اپنی فوج کے درمیان سے گذرتے رہے اور انہیں اس کام کی دعوت دیتے رہے۔ لیکن صرف اسی ایک جوان نے اس کام کے لئے اپنا نام پیش کیا۔
پھر علی نے اس کو کہا: "انہیں قران دکھا کرکہنا: "یه قران ہمارے اور تمہارے درمیان آج سے لیکر قیامت تک کے لیے ہے۔ الله کو یاد کرو اور ہمارے اور اپنے خون کو بہانے سے باز رہو۔"
جب اس جوان نے ان کو قران اور اس کے فیصلے کو ماننے کی دعوت دی تو بصرہ کی فوج کے ایک شخص نے اس پر حمله کر کے اسے شہید کر دیا۔
اس موقع پر علیؑ نے اپنی فوج سے مخاطب ہو کر کہا: "اب ہمارے لیے لڑائی حلال ہو گئ ہے۔" اس کے بعد جنگ کا آغاز ہوا۔"اس روز ستر آدمی اونٹوں کی مہار تھامے مارے گئے اور جب لوگوں کو شکست ہوئی تو طلحه کو ایک تیر آ کر لگا جس سے وہ مارا گیا۔ اور یه تیر مارنے والا مروان بن الحکم تھا۔ عبد الله ابن زبیر حضرت عائشه کے اونٹ کی مہار تھامے ہوئے تھا اور جب عبدالله ابن زبیر زخمی ہو گیا تو اُس نے اپنے آپ کو زخمی لوگوں میں ڈال دیا تاکه لوگ اُسے مردہ سمجھیں۔ جنگ ختم ہونے کے بعد وہ خاموشی سے

Presented by www.ziaraat.com

میدانِ جنگ سے نکل گیا۔
سنی حوالہ: تاریخ طبری، جلد سوم، حصہ دوم، صفحہ ۵۲۵، سن ۳۵ ہجری کے واقعات

یہ سب روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سیف ابن عمر کذاب اور اس کے ناصبی پیروکاروں کے دعوؤں کے برعکس جنگ کا آغاز دن کی روشنی میں ہوا تھا۔

اور سیف ابن عمر اور اس کے ناصبی چمچوں کا یہ دعوی کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ مولا علی ع اور ان بصرہ کی فوج کے ان ۳ کمانڈروں (طلحہ و زبیر و عائشہ) کے درمیان یہ معاہدہ ہونے والا تھا کہ علی قاتلین عثمان کو ان کے حوالے کر دیں گے، جبکہ اوپر کی تمام روایات یہ ثابت کر رہی ہیں کہ مولا علی ع ان تینوں کو ہی قاتلان عثمان میں شمار کرتے تھے۔

دوسری طرف یہ لوگ عثمان کے خون کے قصاص کا ڈھونگ تو صرف اس لیے رچا رہے تھے تا کہ مولا علی ع کی خلافت کو تباہ و برباد کیا جا سکے۔

امام علی ع نے جنگ جمل کے موقع پر فرمایا:

> "حق و باطل کا فیصلہ لوگوں کی شان و شوکت کی بنیاد پر نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے پہلے حق کو جاننا پڑے گا، اور اس کے بعد تم کو اندازہ ہو جائے گا کہ کون حق کے ساتھ ہے۔"
> (نہج البلاغہ)

Presented by www.ziaraat.com

باب ۱۰: ناصبین اور یہودی انسائیکلوپیڈیا

ناصبین نے پچھلے ساڑھے بارہ سو سالوں میں سیف ابن عمر کذاب کی اس دیومالائی کہانی کا اتنا پروپیگنڈہ کیا کہ یہودیوں نے بھی ناصبین کو پروپیگنڈہ کرنے میں اپنا استاد مان کر اُن کی پیروی شروع کر دی ہے۔

انٹرنیٹ پر موجود یہودی انسائیکلوپیڈیا میں آپ کو عبداللہ ابن سبا کے ضمن میں یہ پڑھنے کو ملے گا۔

www.jewishencyclopedia.com

ABDALLAH IBN SABA

By : Hartwig Hirschfeld

A Jew of Yemen, Arabia, of the seventh century, who settled in Medina and embraced Islam. Having adversely criticized Calif Othman's administration, he was banished from the town. Thence he went to Egypt, where he founded an antiothmanian sect, to promote the interests of Ali. On account of his learning he obtained great influence there, and formulated the doctrine that, just as every prophet had an assistant who afterward succeeded him, Mohammed's vizier was Ali, who had therefore been kept out of the califate by deceit. Othman had no legal claim whatever to the califate; and the general dissatisfaction with his government greatly contributed to the spread of Abdallah's teachings. Tradition relates that when Ali had assumed power, Abdallah ascribed divine honors to him by addressing him with the words, "Thou art Thou!" Thereupon Ali banished him to Madain. After Ali's assassination Abdallah is said to have taught that Ali was not dead but alive, and had never been killed; that a part of the Deity was hidden in him; and that after a certain time he would return to fill the earth with justice. Till then the divine character of Ali was to remain hidden in the imams, who temporarily filled his place. It is easy to see that the whole idea rests on that of the Messiah in combination with the legend of Elijah the prophet. The attribution of divine honors to Ali was probably but a later development, and was fostered by the circumstance that in the Koran Allah is often styled "Al-Ali" (The Most High).

Presented by www.ziaraat.com

Bibliography: Shatrastani al-Milal, pp. 132 et seq. (in Haarbrücken's translation, i. 200-201);

Weil, Gesch. der Chalifen, i. 173-174, 209, 259.

ناصبین کو پروپیگنڈہ کے میدان میں یہ کامیابی مبارک ہو کہ انہوں نے اس میدان کے سب سے بڑے ماہر، اہلِ یہود کو بھی کئی ہاتھ پیچھے چھوڑ کر اپنے جھنڈے دور تک گاڑ دیے ہیں۔ اللہ روز قیامت ان ناصبین کے جھنڈے اس کذب بیانی پر یقیناً جہنم میں اس بھی دور تک گاڑھے گا۔ امین۔

اور اس دنیا میں ان ناصبین نے کذب بیانی و پروپیگنڈہ میں یہودیوں کو تو پیچھے چھوڑ دیا، مگر جب حق کی بات آئی تو پچھلے ساڑھے بارہ سو سالوں میں سیف ابن عمر کذاب سے پاک ایک بھی روایت ایسی نہیں پیش کر سکے جو یہ بتاتی ہو کہ یہ سبائی یا شیعہ تھے کہ جنہوں نے عثمان کے قتل میں کسی قسم کا چھوٹا سا بھی حصہ لیا ہو۔

ان کے چھٹی صدی تک کے تمام سلف علماء، یعنی بخاری و مسلم سے لیکر ترمذی و نسائی تک، اور مصنف ابن ابی شیبہ و امام ابو حنیفہ اور ان کے ہزاروں شاگردوں سے لیکر شافعی، احمد بن حنبل و مالک ۔۔۔۔ سے لیکر ہزاروں علماء اس عظیم یہودی سازش (کہ جس کے سیکڑوں اور ہزاروں عینی شاہد ہونے چاہئے اور جس کی وجہ سے ہزاروں مسلمانوں کا اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے ہاتھوں خون ہوا) کے متعلق ایک چھوٹی سے چھوٹی روایت تک نہیں پیش کر سکے۔

لعنت اللہ علی الکذبین

باب ١١: مولا علیؑ کی قتل عثمان کے متعلق رائے

عثمان اور معاویہ کے متعلق مولا علیؑ کی رائے یہ تھی:

> معاویہ وہ ہیں جن کے لئے اللہ نے نہ دین میں کوئی فضیلت رکھی ہے، نہ اسلام میں ان کا کوئی اچھا کارنامہ ہے۔ خود بھی طلیق ہیں اور ان کے باپ بھی طلیق، ان احزاب میں سے ہیں جو اللہ اور اسکے

Presented by www.ziaraat.com

رسول ﷺ کے ہمیشہ دشمن رہے، وہ بھی، اور ان کے باپ بھی، یہاں تک کہ اسلام میں بادل ناخواستہ داخل ہوئے۔

(اسی روایت میں آگے ہے کہ وفد کے لوگوں نےحضرت علیؑ سے پوچھا کہ) "کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ عثمان مظلوم قتل ہوئے؟ تو علیؑ نے فرمایا کہ "لا اقول انہ قتل مظلوماً و لا انہ قتل ظالماً (نہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ ظالم بن کر قتل ہوئے اور نہ یہ کہتا ہوں کہ مظلوم بن کر قتل ہوئے)۔

تاریخِ طبری، جلد ۴، صفحہ ۴ اور ۵

ہم شیعانِ علیؑ بھی عثمان کے متعلق وہی کہتے ہیں جو کہ مولا علیؑ نے کہا ہے۔ اس سلسلے میں ہم مولا علیؑ سے ایک قدم پیچھے ہیں، اور نہ ایک قدم آگے۔

- اگر مولا علیؑ نے عثمان قصر نماز والی بدعت پر اعتراض کیا ہے تو ہم بھی کرتے ہیں۔
- اگر مولا علیؑ نے عثمان کی حج تمتع والی بدعت پر اعتراض کیا ہے تو ہم بھی کرتے ہیں۔
- اگر مولا علیؑ نے عثمان کو زکوۃ کی بدعت پر برا بھلا کہا ہے، تو ہم بھی کہتے ہیں۔
- اگر مولا علیؑ نے عثمان کو مروان کے کہنے پر وعدہ خلافی کا مرتکب سمجھا ہے تو ہم بھی سمجھتے ہیں۔
- اور اگر مولا علیؑ نے طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ کو عثمان کے قتل کا محرک سمجھا ہے تو بخدا ہم بھی اسی لئے انہیں قصوروار جانتے ہیں۔

یا بارِ الہا! ہمیں میزانِ حق مولا علی ابن ابی طالب علیہ الصلوۃ و السلام سے یوں متمسک کر دے کہ جہاں اُن کے قدم پڑے ہوں، ہمارے قدم بھی اُن سے ایک انچ آگے پڑیں نہ پیچھے۔ امین۔

اللہ آپ پر اور محمد و آلِ محمد پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ امین۔

والسلام

Presented by www.ziaraat.com